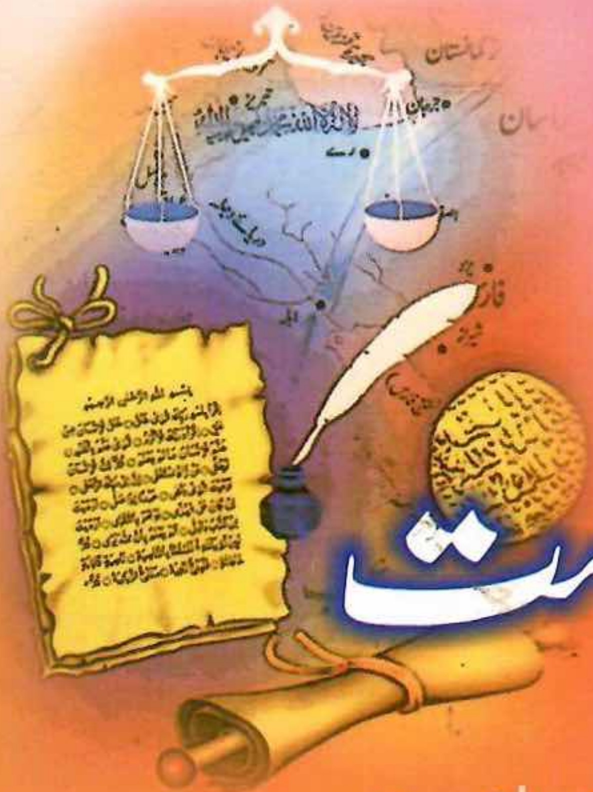

شریعت و سیاست

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

جمع و ترتیب

حضرت حاجی عبدالرزاق شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی محمد اقبال قریشی صاحب دامت برکاتہم

ادارہ اسلامیات

کراچی — لاہور

شریعت و سیاست

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

جمع و ترتیب

حضرت حاجی عبدالرزاق شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی محمد اقبال قریشی صاحب دامت برکاتہم

ایڈمن : محمد طلحه نذیر

ادارہ اسلامیات

کراچی — لاہور

پہلی بار : رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ
اہتمام : اشرف برادران سلمھم الرحمٰن
ناشر : ادارۂ اسلامیات کراچی۔لاہور

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ
@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

ملنے کے پتے

☆ ادارۂ اسلامیات : موہن روڈ، چوک اُردو بازار، کراچی (فون:۲۷۲۲۴۰۱)
☆ ادارۂ اسلامیات : ۱۹۰، انارکلی، لاہور (فون:۷۳۵۳۲۵۵)
☆ ادارۂ اسلامیات : دیناناتھ مینشن، شارع قائداعظم، لاہور (۷۳۲۴۴۱۲)
☆ ادارۃ المعارف : ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
☆ مکتبہ دارالعلوم : جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
☆ دارالاشاعت : ایم اے جناح روڈ، کراچی
☆ ادارۂ تالیفات اشرفیہ : بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر
☆ ادارۂ تالیفات اشرفیہ : جامع مسجد تھانیوالی ہارون آباد بہاولنگر
☆ بیت القرآن : اردو بازار کراچی
☆ بیت الکتب : نزد اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
☆ بیت العلوم : ۲۶ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب اور اس کے دو مؤلف

شریعت و سیاست کے عنوان سے اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ بنیادی طور پر دو مضامین کا مجموعہ ہے، پہلا مضمون حضرت حاجی عبد الرزاق صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔اور دوسرا مضمون حضرت محمد اقبال قریشی صاحب مدظلہم کا۔دونوں حضرات نے **شریعت و سیاست** کے موضوع پر حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ اور بعض دیگر اکابر علماء کے ملفوظات ونصائح کو ترتیب دیا ہے، یہ ملفوظات و ہدایات چونکہ حضرت تھانوی قدس سرہ اور اکابر علماء کی ہیں، اس لئے ان کے مؤثر قابل اعتماد اور قابل قبول ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔

ان ملفوظات و ہدایات کی ضرورت آج کے زمانہ میں اس لئے زیادہ ہے کہ جو لوگ سیاسی میدان سے وابستہ ہوتے ہیں وہ بسا اوقات سیاست کے تقاضوں کو شریعت کے احکام پر ترجیح دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے ،اور یہ سمجھتے ہیں کہ سیاست میں سب کچھ جائز ہے۔سیاست میں سب کچھ جائز ہونے کا نظریہ کافرانہ یا ملحدانہ سیاست میں تو چل سکتا ہے ،مگر اس نظریہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔قرآن و سنت کی واضح ہدایات اس پر شاہد ہیں کہ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی ،عبادت ہو یا سیاست،معاشرت ہو یا اخلاق ، زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کی واضح ہدایات موجود ہیں ، جنہیں پسِ پُشت ڈالنا یا ان سے انحراف کرنا ممکن نہیں اور ایسا کرنا ایک مسلمان کے لئے کیسے

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

جائز ہوسکتا ہے۔

اس کتاب کے پہلے مضمون کے مؤلف حضرت حاجی عبدالرزاق شہیدؒ ایک درویش صفت ولی اللہ تھے، کہنے کو وہ سرکاری ملازم تھے اور واپڈا لاہور میں ایک افسر، لیکن ظاہر و باطن کے اعتبار سے مکمل درویش خدامست تھے، حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اٹھائی، پھر عارف باللہ حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور ان کے خلیفۂ مجاز قرار پائے۔ نیلا گنبد جامعہ اشرفیہ کی قدیم عمارت میں ان کا قیام رہا، جہاں ان کے والد مرحوم کو حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب نوراللہ مرقدہ نے اپنے قریب ٹھہرایا، وہیں انہوں نے آنکھ کھولی اور جامعہ کے اکابر اساتذہ و مشائخ کی آنکھوں کے سامنے ہی ان کی پرورش ہوئی، احقر نے جب ہوش کا زمانہ پایا تو انہیں ہمیشہ پشاوری مسجد کی صف اول میں پایا، ان کے بھائی جناب عبدالرؤف صاحب اور جناب عبدالرب صاحب بھی نمازیوں میں شامل ہوتے، لیکن ہم سب آخری صفوں میں ہوتے اور حاجی عبدالرزاق صاحب صف اول میں۔

یہ تینو بھائی ملک کے نامور مُسلم حکمران جناب جنرل ضیاء الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سگے بھانجے تھے، (بلکہ ان کے والد کی سچائی، حقوق کی ادائیگی اور نیکی کا جو اثر ان کے بچوں پر ہوا اتنا ہی اور شاید اس سے کہیں زیادہ ان کے ماموں جنرل ضیاء الحق مرحوم پر بھی ہوا تھا) لیکن مُلک کے مقتدر العنان اس مسلم حکمران سے قریبی تعلق کے باوجود ان میں نہ بڑائی تھی نہ کرّ وفر، اور حضرت حاجی عبدالرزاق صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ تو تواضع کا مجسم نمونہ اور اپنے اور اپنے شیخ کی فنائیت کی زندہ تصویر تھے۔

اپنی شہادت سے کچھ عرصہ قبل وہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد کی قدیم عمارت سے چوبرجی کے علاقہ میں منتقل ہو گئے اور اپنی عادت کے مطابق وہاں ایک مسجد ''مسجد احسان'' کے سب سے مستقل مزاج مقتدی بن گئے۔ ایک دن وہ نمازیوں میں شریک

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

اللہ تعالیٰ کے حضور صف آراء ہو کر نماز ادا فرمارہے تھے کہ نامعلوم دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے کئی نمازیوں کو شہید اور بہت سوں کو زخمی کر دیا۔ ان شہداء میں ہمارے مخدوم و محبوب حضرت حاجی عبدالرزاق شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے، انہوں نے اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑی، ان کے صاحبزادہ بھی ماشاء اللہ سلیم الطبع، شریف النسب اور حسن اخلاق کی تصویر ہیں، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں غالباً یہی ایک رسالہ تحریر کیا جو اس مجموعہ کی زینت اور ان کی یادگار ہے، ان کے مکاتیب جو انہوں نے اپنے شیخ حضرت حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہ کو تحریر فرمائے محفوظ ہوں گے اگر ان کی اشاعت ہو تو امید ہے کہ وہ بھی ایک مفید دینی دستاویز ہوگی۔

اس مجموعہ کا دوسرا مضمون حضرت محمد اقبال قریشی صاحب مدظلہم کا مرتب کردہ ہے، موصوف اب قارئین کے لئے محتاج تعارف نہیں ان کی مرتب کردہ بیسیوں کتابیں بحمد اللہ بازار میں دستیاب ہیں اور دیندار حضرات ان کی کتابوں سے استفادہ کر رہے ہیں، موصوف مدظلہم خود بھی بزرگ ہیں، اور بڑے بڑے اکابر سے ان کا بہت قریبی نیازمندانہ تعلق رہا ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ اور حضرت حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہٗ کی طرف سے انہیں بیعت کی اجازت بھی حاصل ہے، انہوں نے بھی **شریعت وسیاست** کے عنوان سے مضمون مرتب فرمایا، اور اکابر علماء کے علوم اس میں جمع کئے، ان کے مضمون میں جو چیزیں پہلے مضمون میں موجود تھیں تکرار کی وجہ سے انہیں حذف کر کے باقی مضمون شامل اشاعت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ سلامت بہ عافیت رکھیں اور ان کا فیض عام اور تام فرمائیں۔ آمین۔

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ

۱۱؍شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

فہرست

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
شریعت و سیاست	
کتاب اور اس کے دو مؤلف	۱۱
کاملین کی سیاست میں عدل کامل ہوتا ہے	۱۵
اہل اللہ ظالم کے لئے کبھی عہدہ حکومت کی دعا نہیں کرتے	۱۵
حکومت کا استحقاق قریش کو ہے	۱۶
حاکم اور محکوم کے حقوق	۱۷
حاکم کے ذمہ حقوق	۱۷
محکوم کے ذمہ حقوق	۱۷
معاملۂ سیاست	۱۸
حکومت و انتظام ملکی	۱۹
صلاح و فساد کے ذمہ دار حکماء و علماء	۲۰
حکومت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے	۲۱
ہر ذمہ دار کو اپنے ماتحت لوگوں کے اعمال کی نگہداشت کرنی چاہئے	۲۱
زوال سلطنت ظلم سے ہوتا ہے	۲۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب	۲۲
پہلے سلاطین میں بھی دین کی وقعت تھی	۲۲
خلافت قریشی کے لئے ہے	۲۳

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
حکمران نہ ڈھیلا ہو اور نہ ڈھیلے کی طرح سخت	۲۴
حکمران کا عاقل ہونا ضروری ہے	۲۴
جمہوری سلطنت بچوں کا کھیل ہے	۲۴
قرآن میں سلطنت شخصی کا ثبوت ملتا ہے	۲۴
ایک خاص حالت میں ہر چیز کو زوال ہے	۲۵
نئی قسم کی بہادری میں کیا مزہ ملک وحکومت کا ملے گا	۲۵
مسلم اور غیر مسلم سے مشترک سلطنت اسلامی سلطنت نہیں	۲۵
رعایا کو مطیع بنانے کی تدبیر	۲۶
مسلمانوں کو ترقی حق تعالیٰ شانہ کو راضی کرنے سے ہوتی ہے	۲۶
شریعت پر عمل کرنے میں مسلمانوں کا وقار ہے	۲۷
اتفاق واتحاد کی بنیاد	۲۷
سلطنت کی ہوس کا انجام	۲۸
سلطنت کی قیمت	۲۸
آنحضرت ﷺ کے خلیفوںؓ کا رعب	۲۹
حضرت عمرؓ کی تواضع کا قصہ	۲۹
فتح ونصرت کا مدار قلت وکثرت نہیں	۳۰
دولت اور سلطنت کا ایک خاصہ	۳۰
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک فراست	۳۱
امارت میں خاصہ ہے تبعید مساکین کا	۳۱
نظام صحیح فلاح دارین برائے مسلمانان	۳۱
سلطنت کا زوال چھوٹی چھوٹی باتوں کی غفلت سے ہوتا ہے	۳۲

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
جس سلطنت میں رضائے حق نہ ہو وہ وبال جان ہے	۳۳
انتظامی کام حکومت سرانجام دے سکتی ہے	۳۳
حکومت کا مقصد اقامت دین ہے	۳۴
بغیر مذہب حنفی کے سلطنت نہیں چل سکتی	۳۴
سلاطین کا اہل اللہ سے مشورہ	۳۵
حکمران کو سادہ لباس پہننا ہی زیبا ہے	۳۵
رعایا پر ہیبت جمہوری سلطنت کی نہیں ہوتی	۳۵
جمہوریت کے کرشمے	۳۶
حجاج بن یوسف کی عبادت اور امید مغفرت کا حال	۳۶
کافر سیاست دان کی اقتدار کی مثال	۳۷
خالص مذہبی سیاست	۳۸
سب کفار مسلمانوں کے دشمن ہیں	۳۸
کفار بھی مسلمانوں کو اپنا اصلی مخالف سمجھتے ہیں	۳۸
مسلمانوں کے دوست	۳۹
حکام وقت کو برا کہنا بے صبری کی علامت ہے	۳۹
کامیابی کی اصلی تدبیر	۴۰
اسلام کی قوت کا مدار شخصیتوں پر نہیں	۴۰
سلاطین اسلام کا احترام لازم ہے	۴۰
قانون شریعت مصلحت عامہ کے خلاف نہیں	۴۰
آج کل کی سیاست میں غیر شرعی امور کی نشاندہی	۴۱
خلاف شرع امور میں حاکم کی اطاعت جائز نہیں	۴۱

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
حاکم کو اپنی رعیت کی خبر گیری رکھنا ضروری ہے	۴۱
جہاد کی تیاری	۴۱
جہاد مصائب سے نجات کا سبب ہے	۴۲
شرائط جہاد	۴۳
امیر المؤمنین کے اوصاف	۴۴
جہاد و شہادت	۴۴
تلخیص رسالۂ جہاد	۴۴
مال سے جہاد کرنا	۴۷
اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جانا	۴۸
ترک جہاد پر وعید اور وبال آخرت	۴۹
ہندوستان پر جہاد کی خاص اہمیت اور فضائل	۵۱
قرآنی دستور مملکت	۵۲
حکومت کے اغراض و مقاصد	۵۲
طرزِ حکومت	۵۲
صدر مملکت کے اوصاف	۵۵
کیا کسی عورت کا بادشاہ ہونا یا کسی قوم کا امیر و امام ہونا جائز ہے؟	۵۶
مغربی جمہوریت اور اسلامی شورائیت میں فرق	۵۶
اسلامی حکومت ایک شورائی حکومت ہے	۵۷

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

صفحہ نمبر	فہرست مضامین

۵۹	**شریعت و سیاست**
	(حصہ دوم)
۶۱	حصولِ اقتدار کے لئے حدودِ شریعت کا تحفظ شرط ہے
۶۱	سلطنت سے متعلق ایک انگریز کی شہادت
۶۲	امر خلافت کے لئے امیر المؤمنین کی قوت کی ضرورت ہے
۶۳	مزاح حاکم کے وقار کے خلاف ہے
۶۴	کافر سیاست دان کی اقتداء کی مثال
۶۴	جمہوریت کی نحوست
۶۵	وبالِ جان سلطنتیں
۶۵	سلطنت کے چند انتظامی امور
۶۶	اقتدار کفار کا سبب مسلمانوں کی نالائقی ہے
۶۶	ظلم زوال سلطنت کا موجب ہے
۶۶	ترکِ موالات اور اپنی حالت
۶۶	زمانہ تحریکات میں غیر ملکی کپڑے نہ پہننے کا استدلال
۶۷	**غیر مشروع سیاسی تدابیر**
۶۷	سیاسی تدابیر جو خلاف شرع ہوں مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہوتیں کفار کے لئے مفید ہوں تو اس سے دھوکہ نہ کھائیں
۶۸	سیاسی مصلحت کی خاطر شریعتِ مقدسہ میں تحریف
۶۸	سیاسی مصلحت کی بناء پر بہتان سے گریز کی ضرورت

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
سلطنت کا مقصود	۶۹
سیاسی تحریکات میں ہمیشہ مکی، مدنی نمونہ مدنظر رکھو	۷۰
سیاسی اختلاف میں حدود سے تجاوز مذموم ہے	۷۰
زمانہ تحریک خلافت میں حضرت حکیم الامتؒ کو دینی نفع	۷۳
سیاسی اختلافات میں بعض علماء کی عدم احتیاط	۷۶
دوران زمانہ تحریک خلافت حضرت حکیم الامتؒ پر رحمت و فضل خداوندی	۷۷
تحریکات میں شرکت کرنے والوں پر غصہ کا سبب شرعی حدود سے تجاوز ہے	۷۸
ہڑتال جلوس وغیرہ سب حرام ہیں	۸۰
بھوک ہڑتال خودکشی کے مرادف ہے	۸۰
لیڈران دور حاضر اور سیاسی تحریکات سے متعلق حضرت حکیم الامتؒ کا نقطۂ نظر	۸۱
خود گرفتاری پیش کرنے کی عجیب مثال	۹۰
تحریکات حاضرہ اور دینی انقلاب	۹۱
معاملات تحریک حاضرہ غیر اجتہادی ہیں	۹۲
تحریکات حاضرہ میں ظلمت کا سبب	۹۲
حکومت اسلامی نہ ہونے کے سبب گڑبڑ	۹۲
تحریکات حاضرہ میں مفاسد زیادہ ہیں	۹۲
خلاف شریعت تحریکات کا دینی نقصان	۹۳
نصرت سلطنت ترکی کیوں واجب تھی؟	۹۴

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

صفحہ نمبر	فہرست مضامین
۹۵	جہاد کے لئے عقلی رضا واجب ہے
۹۵	شرائطِ جہاد کو مدِ نظر رکھنا از حد ضروری ہے
۹۷	اہمیتِ جہاد
۹۹	شرط و علت
۱۰۰	عین جہاد کے وقت کافروں کے حقوق
۱۰۱	جہاد میں نصوص کے خلاف رائے معتبر نہیں
۱۰۱	جہاد کی مشروعیت کی وجہ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ
ایڈمن
محمد طلحہ نذیر

شریعت و سیاست

از افادات

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہٗ و اکابر علماء

مرتبہ

حضرت حاجی عبدالرزاق صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ عارف باللہ حضرت حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہٗ

خواہرزادہ جنرل محمد ضیاء الحق صاحب مرحوم

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

﴿ناشر﴾

ادارہ اسلامیات کراچی ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال له موسیٰ انّک لغویٌّ مبین. (القصص آیت نمبر ۱۸)

موسیٰ علیہ السلام، اس سے فرمانے لگے بے شک تو صریح بدراہ ہے۔

کاملین کی سیاست میں عدل کامل ہوتا ہے

اس پر دال ہے کہ کاملین جس طرح عدو (دشمن) پر سیاست کرتے ہیں دوست پر بھی کرتے ہیں جیسا کہ دونوں کے حال کا مقتضا ہوتا ہے سو آپ کا قول انک لغوی مبین سبطی پر سیاست تھی اور ارادہ بطش قبطی پر سیاست ہے غرض ان میں عصبیت قومی نہیں ہوتی عدل کامل ہوتا ہے۔ (مسائل السلوک)

فلن اکون ظهیراً للمجرمین . سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔ **(القصص آیت نمبر ۱۷)**

اہل اللہ ظالم کے لئے کبھی عہدہ حکومت کی دعا نہیں کرتے

اس سے معلوم ہوا کہ ظالمین کی معونت جائز نہیں اور چونکہ عہدہ حکومت کی دعا کرنا یہ بھی ایک معونت ہے اس لئے اہل اللہ ظالم کے لئے ایسی دعا نہیں کرتے اور اگر شدید ضرورت ہو تو اس میں یہ قید لگا دیتے ہیں اگر خیر ہو جیسے استخارہ میں اسی قید سے دعا ہوتی ہے۔ (مسائل السلوک)

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الناس تبع لقریش فی هذا

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

الشان مسلمهم تبع لمسلمهم و کافرهم تبع لکافرهم۔

ترجمہ: فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی تابع ہیں قریش کے اس شان میں ان کا مسلمان ان کے مسلمان کے تابع ہے اور ان کا کافر ان کے کافر کے۔

حکومت کا استحقاق قریش کو ہے

یعنی حکومت کا استحقاق قریش کو ہے جاہلیت میں بھی یہ لوگ حاکم ورئیس رہے اور اسلام میں بھی حق خلافت ان ہی کے لئے مقرر ہوا مگر اس سے کوئی یہ نہ سمجھ جائے کہ حاکم اسلام اگر قریشی نہ ہو تو اس کی اطاعت واجب نہ ہوگی، غایۃ مافی الباب کی اصطلاح شرع میں اس کو امام وخلیفہ نہ کہیں گے مگر وجوب اطاعت کا مستحق ہونا امام وخلیفہ ہی کے ساتھ کسی دلیل سے ثابت نہیں بلکہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وجوب اطاعت کے لئے امارت وسلطنت بھی کافی ہے یعنی مسلمان حاکم وسلطان کی بھی اطاعت واجب ہے اور اس کی بغاوت اور مخالفت جائز نہیں اگر چہ وہ فاسق اور ظالم ہی کیوں نہ ہو۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے **من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی** . اور مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **ان خلیلی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوصانی ان اسمع واطیع وان کان عبدا جدع الاطراف** اور مسلم میں عبادہ بن الصامت سے روایت ہے **ولا ننازع الامر اھلہ قال الا ان تروا کفراً بواحا عندکم من اللّٰہ فیہ برھان ۔**

اس اخیر حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفر سے وہ واجب الاطاعت نہیں رہتا، سلف کی مخالفت بعض امراء سے اسی بناء پر تھی کہ ان کی رائے میں کفران کا محقق ہوگیا تھا اور جن کو ثابت نہیں ہوا تھا، انہوں نے سکوت کیا البتہ اگر یہ امیر کوئی خلاف شرع بات کرانا چاہے تو اس خاص مقدمہ میں اطاعت واجب نہیں۔

مسلم میں حضرت علیؓ سے روایت ہے "**لاطاعۃ فی معصیۃ اللّٰہ**" اور اگر

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

وہ شخص صاحب حکومت ہوں تو ان میں اگر ایک دوسرے کا تابع ہو تب تو یہ تعدد ہی نہیں اس متبوع کی اطاعت چاہئے اور اگر دونوں مستقل ہوں تو اگر ان میں ایک کامل الشوکۃ دوسرا ناقص الشوکۃ ہے تو ناقص اس کے سامنے کالعدم ہے کیونکہ مدار اطاعت کا وصف امارت پر ہے اور امارت کا مدار شوکت پر تو یہ ناقص گویا امیر ہی نہیں اور اگر دونوں شوکت میں کامل ہوں تو جس کا تقرر اوّل ہو چکا ہو وہ واجب الاطاعۃ ہے **فھو الامیر الاوّل**۔ ۱۲ (چہل حدیث، ص:۲۴، ۲۵)

حاکم اور محکوم کے حقوق

حاکم ومحکوم کے حقوق میں حاکم میں بادشاہ ونائب بادشاہ اور آقا وغیرہ اور محکوم رعیت اور نوکر وغیرہ سب داخل ہیں اور جہاں مالک ومملوک ہوں وہ بھی داخل ہو جائیں گے۔

حاکم کے ذمہ حقوق

(۱) محکوم پر دشوار احکام نہ جاری کرے۔ (۲) اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت ہو جائے عدل کی رعایت کرے کسی جانب میلان نہ کرے (۳) ہر طرح ان کی حفاظت وآرام رسانی کی فکر میں رہے، دادخواہوں کو اپنے پاس پہنچنے کے لئے آسان طریقہ مقرر کرے، (۴) اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہو جائے کثرت سے معاف کر دیا کرے۔

محکوم کے ذمہ حقوق

(۱) حاکم کی خیر خواہی واطاعت کرے البتہ خلاف شرع امر میں اطاعت نہیں (۲) اگر حاکم سے کوئی امر خلاف طبع پیش آئے صبر کرے، شکایت وبددعا نہ کرے البتہ اس کی نرم مزاجی کے لئے دعا کرے، اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرے کہ اللہ تعالیٰ حکام کے دل کو نرم کر دیں ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے۔ (۳) اگر حاکم سے

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

آرام پہنچے اس کے ساتھ احسان کی شکر گزاری کرے۔(۴) براہ نفسانیت اس سے سرکشی نہ کرے اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں غلاموں کا نان ونفقہ بھی واجب ہے اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگنا حرام ہے، باقی محکومین آزاد ہیں دائرہ حکومت میں رہنے تک حقوق ہوں گے اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار ہیں۔(حقوق الاسلام)

معاملۂ سیاست

(۱) اگر کوئی کافر تم کو زخمی کرکے یا کوئی عضو قطع کرکے جب تم بدلہ لینے لگو فوراً کلمہ پڑھ لیا تو یہ سمجھ کر کہ اس نے جان بچانے کو کلمہ پڑھ لیا ہے ہر گز مت قتل کرو اس سے اسلام کے حلم رحم اور حق پرستی کا اندازہ کرنا چاہئے۔(۲) کافر رعایا سے بلاقصور کسی کو قتل کرنا سخت گناہ ہے بہشت سے دور کردیتا ہے۔(۳) خودکشی کرنے کی سخت ممانعت ہے کسی طرح (۴) مساجد میں یہی سزا جاری نہ کی جائے شاید بول براز خطا ہو (۵) مسلمان کسی کافر ذمّی کو قتل کرڈالے وہ اس کے مقابلہ میں قتل کیا جاوے گا (۶) اگر لشکر اسلام میں سے ادنی درجہ کا آدمی بھی لشکر کفار کو امان دے دے، تمام اعلیٰ ادنی مسلمانوں پر لازم ہوجاوے گا اس کے خلاف کارروائی نہیں کرسکتے البتہ اگر لڑنا ہی مصلحت ہو تو کفار کو جدید اطلاع دی جاوے کہ ہم اپنے معاہدے کو واپس لیتے ہیں (۷) اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی کو قتل کریں، سب قتل کئے جاویں گے اور سب گنہگار ہوں گے، (۸) جو شخص فن طب میں مہارت نہ رکھتا ہو اور اس کی عملی بدتدبیری سے کوئی مرجاوے تو اس سے خون بہا لیا جائے گا، (۹) اپنی جان ومال ودین وآبرو کی حفاظت کے لئے لڑنا درست ہے، اگر خود مارا گیا شہید ہوگا، اگر مقابل مارا گیا اس شخص پر کوئی الزام نہیں۔(۱۰) لہو ولعب کے طور پر کنکریاں اچھالنا غلّہ چلانا ممنوع ہے مبادا کسی کا دانت آنکھ ٹوٹ پھوٹ جائے (۱۱) اگر مجمع میں کوئی دھار والی چیز لے کر گزرنے کا اتفاق ہو تو دھار کی جانب چھپالینا چاہئے کسی کے لگ نہ جائے (۱۲) دھار والی چیز سے کسی کی طرف اشارہ کرنا گو ہنسی ہی میں ہو ممنوع ہے، شاید ہاتھ سے چھوٹ کر لگ جاوے (۱۳) ایسی وحشیانہ سزا جس کی برداشت نہ ہوسکے، جیسے دھوپ میں کھڑا کرکے

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

تیل چھوڑنا ، ہنٹروں سے بے درد ہو کر بیحد مارنا نہایت گناہ ہے(۱۴) تلوار چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ میں مت دو یا تو بند کر کے دو یا زمین پر رکھ دو دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے اٹھالے(۱۵) کسی آدمی یا جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں (۱۶) واجب القتل کو ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑنا کہ تڑپ تڑپ کر مر جاوے، درست نہیں (۱۷) پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں سے نکال لانا کہ ان کے ماں باپ بے قرار ہوں درست نہیں (۱۸) جس کے جادو سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے اور وہ باز نہیں آتا، وہ گردن زنی کے لائق ہے (۱۹) جو مجرم زنا اقراری ہو حتی الامکان اس کو ٹال دینا چاہئے ، جب وہ برابر اپنے اقرار پر جمار ہے اور چار بار اقرار کر لے اس وقت سزا جاری کی جاوے۔ (۲۰) اگر ایسا اقراری مجرم اثنائے سزا میں اپنے اقرار کو واپس لے چھوڑ دینا چاہیے (۲۱) اگر حاملہ عورت پر جرم زنا ثابت ہو، جب تک بچہ نہ جن لے اور اگر کوئی دوسری دودھ پلانے والی نہ ہو تو جب تک دودھ نہ چھوٹ جاوے اس وقت سنگسار نہ ہوگی (۲۲) سزا پانے کے بعد مجرم کو طعن و تشنیع و تحقیر کرنا بہت برا ہے (۲۳) جو زانی مستحق تازیانہ ہو اور بوجہ مرض کے سزا دینے میں مر جانے کا احتمال ہو تو صحت تک سزا موقوف رکھی جاوے (۲۴) سزائیں دو قسم کی ہیں ، ایک معین دوسری مفوض برائے حاکم ، اول کو حد دوسری کو تعزیر کہتے ہیں ۔ حدود میں شریف ، رذیل ، وجیہہ ، ذلیل سب برابر ہیں اس میں کسی کی رعایت نہیں۔ تعزیر میں شریف و جیہہ آدمی سے چشم پوشی مناسب ہے اور صرف فہمائش کافی ہے (۲۵) جھوٹے مقدمے کی یا جس کا سچا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اس مقدمے کی پیروی یا کسی قسم کی اعانت کرنا ممنوع ہے (۲۶) شراب کا استعمال دوا میں بھی ممنوع ہے (۲۷) چونکہ نشہ والی چیزوں کی خاصیت ہے کہ تھوڑی سے زیادہ ہو جاتی ہے اس لئے اس کے تھوڑے استعمال سے بھی ممانعت کی گئی۔

حکومت و انتظام ملکی

(۲۸) جو شخص خود حکومت کی درخواست کرے وہ قابل حکومت نہیں ہے، وہ خود غرض ہے اور جو اس سے بھاگتا ہو وہ زیادہ عدل کرے گا، اس کو حکومت دینا

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

سزاوار ہے(۲۹) سلطان کی اہانت کی اجازت نہیں۔(۳۰) حکام کو بھی حکم ہے کہ رعایا سے نرم برتا کریں، سختی نہ کریں (۳۱) حکام کے پاس جا کران کی خوشامد سے ان کی ہاں میں ہاں ملانا، ان کو ظلم کے طریقے بتلانا اس میں اعانت کرنا سخت مذموم ہے(۳۲) حق بات کہہ دینے میں حکام سے مت دبو (۳۳) حکام کو مناسب نہیں کہ رعایا کے عیوب وجرائم کا بلاضرورت تجسس کرے۔

کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

(۳۴) بلاقصور کسی کو گھور کر دیکھنا، جس سے ڈر جاوے جائز نہیں (۳۵) اگر حکام ظلم کرنے لگیں۔ ان کو برا مت کہو، سمجھ جاؤ کہ ہم سے حاکم حقیقی کی نافرمانی ہوئی ہے یہ اس کی سزا ہے اپنی حالت درست کرلو۔ اللہ تعالیٰ حکام کے قلوب کو نرم کردیں گے (۳۶) حاکم کا ایسی جگہ بیٹھنا جہاں نہ حاجت مند جاسکے، نہ کسی ذریعہ سے اپنی فریاد وہاں پہنچا سکے، جائز نہیں (۳۷) غصے کی حالت میں حواس درست نہیں رہتے اس وقت مقدمہ فیصل کرنا نہ چاہئے۔(۳۸) رشوت لینے کی سخت ممانعت ہے گو ہدیہ کے طور پر ہو(۳۹) جھوٹا دعویٰ، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم، جھوٹا انکار کسی کے حق کا یہ سب گناہ ہے۔

(۴۰) اپنا حق ثابت کرنے کے لئے کوشش کرنا کوئی بری بات نہیں بلکہ اس میں کاہلی کی راہ سے بیٹھے رہنا کم ہمتی قرار دی گئی ہے اور باوجود کوشش کرنے کے ناکامی ہو اس کا زیادہ غم کرنا بھی برا ہے سمجھ لے کہ حاکم حقیقی کو یہی منظور تھا (۴۱) قوی شبہے میں حوالات (میں بند) کردینے کی اجازت ہے (۴۲) سواری اور نشانہ بازی کی مشق کا حکم ہے (۴۳) گھوڑے کی دم کے بال اور ایال اور پیشانی کے بال مت کاٹو دم کے بال سے مکھی اڑاتا ہے ایال سے اس کو گرمی پہنچتی ہے، پیشانی کے بالوں میں برکت ہے۔

(تعلیم الدین)

صلاح وفساد کے ذمہ دار حکماء وعلماء

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہیں کہ جب وہ درست ہوں گی تو سب آدمی

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

درست ہو جائیں گے اور جب وہ فاسد ہوں گی تو سب آدمی فاسد ہو جائیں گے ایک جماعت امراء وملوک، دوسری علماء۔ اور حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ علماء کی مثال ایسی ہے جیسے نمک کہ جب کوئی چیز خراب ہونے لگے تو نمک اس کی اصلاح کر دیتا ہے لیکن اگر نمک خود خراب ہو جائے (مثلاً زیادہ ہو جاوے) تو اس کی اصلاح کسی چیز سے نہیں ہوتی۔ (جامع العلم لابن عبدالبر، ص ۸۷)

حکومت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے

فرمایا حضرت ابن عباسؓ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وفات سے دو برس بعد خواب میں دیکھا کہ پیشانی کا پسینہ صاف کر رہے ہیں پوچھا یا امیر المومنین آپ کا کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی ابھی حساب سے فارغ ہوا ہوں قریب تھا کہ عمر کا تخت لوٹ جائے مگر میں نے اللہ کو بڑا رحیم کریم پایا، حضرت نے فرمایا کہ دیکھ لیجئے یہ حکومت ایسی چیز ہے جس کی لوگ تمنا کرتے ہیں کیا حضرت عمرؓ جیسا انصاف کسی میں ہوسکتا ہے اور پھر بھی ان کا یہ واقعہ ہوا۔

ہر ذمہ دار کو اپنے ماتحت لوگوں کے اعمال کی نگہداشت کرنی چاہئے

چنانچہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ میں جب معتبر اہل شخص کو کوئی عہدہ دیتا ہوں تو یہ کافی ہے کہ عہدہ دینے سے پہلے اس کی اہلیت لیاقت، دیانت وامانت کی تحقیق کرلوں پھر میں سبکدوش ہوں یا مجھے عہدہ دینے کے بعد اس کے کام کی تحقیق بھی کرنا چاہئے کہ جیسا میرا گمان تھا وہ ویسا ہی ثابت ہوا یا میرا گمان غلط نکلا سب نے جواب دیا کہ عہدہ دینے سے پہلے پوری طرح تحقیق کر لینا کافی ہے اس کے بعد آپ سبکدوش ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ جواب صحیح نہیں ہے بلکہ مجھے اس کے کام کی بھی تحقیق کرنی چاہئے کہ جب میرا گمان تھا اس نے اسی طرح کام کا حق ادا کیا یا میرا گمان اس کے متعلق غلط ثابت ہوا۔ بدون اس کے میں سبکدوش نہ ہوں گا۔ محققین صوفیہ کا بھی یہی خیال ہے کہ جس کو کوئی خدمت سپرد کی جاوے اس کے

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

اعمال کی بھی جانچ کرنی چاہئے کہ جو خدمت اس کے سپرد کی گئی ہے وہ اس کا اہل ثابت ہوا یا نہیں۔

زوال سلطنت ظلم سے ہوتا ہے

فرمایا کفر سے سلطنت کو زوال نہیں ہوتا، ظلم سے زوال ہوتا ہے۔ مزاح حاکم کے وقار کے خلاف ہے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر حضرت علیؓ میں مزاح نہ ہوتا تو میں اپنی حیات ہی میں ان کو خلیفہ بنا دیتا مزاح سے وقار جاتا رہتا ہے حضرت علیؓ خوش مزاح بہت تھے اکثر ہنستے بولتے رہتے تھے اور یوں سب ہی حضرات صحابہ خوش مزاج تھے۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو شعر بھی دیکھے ہیں۔

ابوبکر حبا فی اللّٰہ مالا — واعتق من ذخائرہ بلالا
وقد واسی السبی بکل فضل — واسرع فی اجابۃ الٰہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب

ایک مرتبہ آپ بہت سے صحابیوں کے ہمراہ جا رہے تھے اتفاقاً پشت کی طرف جو آپ نے نظر کی تو جس جس پر نظر پڑی سب گھٹنوں کے بل گر پڑے سچ ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں اور اگر کسی کے رعب اور ہیبت میں کمی ہے تو تقویٰ اور دینداری کی کمی کی وجہ سے ہے ورنہ ضرور ہیبت ہوتی ہے وحشت اور نفرت نہیں ہوتی۔

پہلے سلاطین میں بھی دین کی وقعت تھی

پہلے سلاطین میں بھی دین کی وقعت اور دین کی پابندی تھی والی کابل کے عدل کی حکایت کے بیان میں فرمایا کہ میرے پیر بھائی محمد خان صاحب خورجہ والے ایک واقعہ امیر عبدالرحمٰن خان والی کابل کا بیان کرتے ہیں کہ ان کے بیوی کے ہاتھ سے ایک قتل ہو گیا، ایک ماما کو پستول سے مار ڈالا، امیر عبدالرحمٰن خان سے ماما کے ورثہ نے فریاد

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

کی ۔حکم فرمایا کہ قاضی شرع کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا جاوے اور بعد تحقیق شرعی کے جو حکم ہو اس پر عمل کیا جاوے، چنانچہ وہاں دعویٰ دائر ہوا، قاضی نے کہلا کر بھیجا کہ مجرم کی حراست کی ضرورت ہے مگر شاہی محل کا معاملہ ہے وہاں تک رسائی کیسے ہو سکتی ہے فوراً فوج کو حکم دیا کہ قاضی صاحب کے ماتحت کام کریں باضابطہ محل سے گرفتاری ہوئی ۔ اور بیانات لئے گئے مقدمہ شروع ہو گیا ۔امیر صاحب کے صاحبزادے امیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ والدہ کے متعلق کیا ہوگا فرمایا کہ بیٹا میں اس میں مجبور ہوں جو حکم شرعی ہوگا وہ ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ تمہاری تو ماں ہے اس لئے تمہیں اس کا خیال ہے اور میری بیوی ہے اس لئے مجھ کو بھی خیال ہے مگر حکم شرعی کے آگے چوں و چرا کی کیا گنجائش ہے اور تعجب ہے کہ تم کو اپنی بڑھیا ماں کا تو خیال ہے اور بوڑھے باپ کا خیال نہیں کہ رعایت کرنے سے میدان حشر میں خدا کے سامنے گھسیٹا گھسیٹا پھرے گا غرض مقدمہ ہوا اور قاتلہ کے اقرار سے قتل ثابت ہو گیا قاضی شرع نے قصاص کا حکم صادر کر دیا ۔صاحبزادوں نے امیر صاحب سے عرض کیا کہ اگر مقتول کے ورثا کو کچھ دے کر راضی کر لیں اور وہ اپنا حق معاف کر دیں تو اس میں تو کوئی حرج نہیں فرمایا کہ کوئی حرج نہیں شریعت میں اس کو دیت کہتے ہیں ۔

خلافت قریشی کے لئے ہے

فرمایا خلافت قریشی کے لئے ہے غیر قریشی بادشاہ کو سلطان کہا جائے گا لیکن اطاعت اس کی بھی واجب ہو گی اور گو نصب خلیفہ واجب ہے لیکن واجب کے لئے قدرت شرط ہے اور قدرت اس وقت مفقود ہے اس واسطے گو عالم اس وقت خلیفہ سے خالی ہے لیکن بایں حالات خلیفہ کے نہ ہونے سے کوئی گناہ نہیں .اور بعض نے جو کہا ہے کہ غیر قریشی بھی خلیفہ ہو سکتا ہے تو یہ نص کے خلاف ہے یعنی الائمۃ من قریش .نیز حضرات انصار پر جب یہ نص پیش کی گئی تو انہوں نے بھی اس کو تسلیم فرمایا پس گویا اس پر

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

صحابہ کا اجماع ہوگیا البتہ جن لوگوں کے قبضہ میں سلطنتیں ہیں وہ اگر قریشی کو جب کہ اس میں اہلیت ہو خلیفہ نہ بنادیں تو مجرم ہوں گے۔

حکمران نہ ڈھیلا ہو اور نہ ڈھیلے کی طرح سخت

فرمایا میں کب کہتا ہوں کہ بادشاہ کو ڈھیلا یعنی حد سے زیادہ نرم ہونا چاہئے میں تو یہ کہتا ہوں کہ ڈھیلا (بمعنی کلوخ) یعنی زیادہ سخت نہ ہونا چاہئے بادشاہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن کر رہنا چاہئے حق تعالیٰ سے ہیبت کرنے میں خاص اثر ہے کہ اس کی ہیبت دوسروں کے قلب میں ہوتی ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲، ص ۸۱)

ہر کہ ترسید از حق وتقوی گزید ترسد از وے جن وانس و ہر کہ دید

حکمران کا عاقل ہونا ضروری ہے

فرمایا یہ جو مشہور ہے کہ وزیر عاقل ہونا چاہئے گو بادشاہ بے وقوف ہی ہو محض غلط ہے، بادشاہ ہی کا عاقل ہونا ضروری ہے ورنہ بادشاہ کو وزیر کا تابع ہو کر رہنا پڑے گا تو اس صورت میں وزیر بادشاہ اور بادشاہ وزیر ہوگا۔ (الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۸۶)

جمہوری سلطنت بچوں کا کھیل ہے

فرمایا کہ جمہوری سلطنت بھی کوئی سلطنت ہے محض بچوں کا کھیل ہے حکومت تو شخص ہی کی ہے اسی کی ہیبت اور رعب بھی ہوتا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۱۲، ۱۱۳)

قرآن میں سلطنت شخصی کا ثبوت ملتا ہے

فرمایا بعض لوگ آیت وشاورھم فی الامر سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ سلطنت شخصی ہونا خلاف قرآن کے ہے شاورھم سے کثرت رائے مفہوم ہوتی ہے جو حاصل ہے سلطنت جمہوری کا مگر اس استدلال کی غلطی خود اس آیت کے اگلے جزء سے ظاہر ہے فاذا عزمت فتوکل علی اللہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گو مشورہ مطلوب ہے مگر بعد مشورہ مدار محض آپ کے عزم اور رائے پر ہے اس سے تو بالکل سلطنت کا شخصی

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ہونا ثابت ہوا، البتہ یہ ضرور ہے کہ شخص واحد پر مشورہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن مدار کثرت رائے پر نہیں رکھا گیا بلکہ اس مستشیر (مشورہ لینے والے کو) اطلاق آیت سے بھی اس کی اجازت ہے کہ وہ بمقابلہ جماعت کے ایک کے مشورہ کو قبول کر کے اس کے موافق عزم کرے۔ (الافاضات الیومیہ ج۳ص۳۱۹)

ایک خاص حالت میں ہر چیز کو زوال ہے

فرمایا کہ حکومت ہی کی کیا تخصیص ہے ایک خاص حالت میں ہر چیز کو زوال ہے چاہے وہ حکومت ہو یا قوت اور شجاعت ہو، مال ہو، عزت ہو، جاہ وعلم ہو کمال ہو۔ اور وہ خاص حالت یہ ہے کہ یہ شخص اس کو اپنا کمال سمجھنے لگے عطیہ خداوندی نہ سمجھے اور راز اس کا یہ ہے کہ اس کو اپنا کمال سمجھ کر اس میں حقوق کی ادائیگی کی طرف نظر نہیں رہتی اس لئے امانت سے برطرف کر دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ کل ہمارے پاس کچھ تھا آج کچھ بھی نہیں۔

نئی قسم کی بہادری میں کیا مزہ ملک وحکومت کا ملے گا

فرمایا کہ آج کل بہادری کی نئی قسم نکلی ہے مار کھانا، ذلیل ہونا، بھوک ہڑتال کر کے مر جانا۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ حکومت مل جائے۔ ایسے ذلیل کم حوصلہ لوگوں کو تو حکومت کا نام بھی نہ لینا چاہئے پٹتے تو خود ہی پھرتے ہیں کیا بدنصیبوں کو حکومت اور ملک کا مزہ ملے گا۔

مسلم اور غیر مسلم سے مشترک سلطنت اسلامی سلطنت نہیں

فرمایا کہ قاعدہ عقلیہ ہے کہ مرکب کامل اور ناقص کا ناقص ہی ہوتا ہے۔ تو کفار اور مسلم سے جو سلطنت مرکب ہوگی وہ غیر اسلامی ہوگی پس جبکہ ترکی میں (یورپ کی تقلید میں جمہوریت) قائم ہوگئی ہے جو مسلم اور غیر مسلم سے مشترک ہے تو وہ اسلامی

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

سلطنت نہ ہو گی لیکن مسلمانوں پر اس کی نصرت واجب ہے کیونکہ دوسری غیر مسلم سلطنتیں اس کا مقابلہ اسلامی سلطنت سمجھ کر کرتی ہیں۔

رعایا کو مطیع بنانے کی تدبیر

فرمایا کہ جب تک شفقت نہ ہو پرورش کا خیال نہ ہو کوئی اور تدبیر رعایا کو مطیع بنانے کی نہیں۔

مسلمانوں کو ترقی حق تعالیٰ شانہ کو راضی کرنے سے ہوتی ہے

فرمایا کہ اے مسلمانو! تم ترقی کے لئے ہمیشہ یہ دیکھو کہ مسلمانوں کو کیونکر ترقی ہوئی اور یہ ہرگز نہ دیکھو کہ کفار کی ترقی کیونکر ہوئی۔ کیونکہ ہر قوم کا مزاج باطنی الگ ہے یہ ضروری نہیں کہ جو طریقہ ایک قوم کو مفید ہو وہ سب کو مفید ہو۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ جو صورت ایک قوم کے کسی فرد کو مفید ہو وہ سب افراد کو مفید ہو۔ لطیف المزاج کو وہ چیزیں نافع نہیں ہوتیں جو ایک گنوار کو نافع ہیں۔ تم اسلام کے بعد لطیف المزاج ہو گئے ہو تمہارا مزاج شاہانہ ہو گیا ہے تم کو وہ صورت مفید نہ ہو گی جو کفار کو مفید ہے نیز تم ایسے ہو جیسے سر کی ٹوپی کہ جہاں اس میں ذرا سی ناپاکی لگی فوراً اتار کر پھینک دی جاتی ہے اور جوتے میں اگر ناپاکی لگ جائے تو اس کو نہیں پھینکتے اسی طرح حق تعالیٰ تم کو ناپاکی اور گندگی میں ملوث نہیں دیکھنا چاہتے اگر تم ملوث ہو گے تو فوراً پٹرے پر کوٹے پیٹے جاؤ گے اور کفار چاہے جتنا ملوث ہو جائیں گوارا کیا جائے گا پس اگر تم ترقی کرنا چاہو تو یہ دیکھو کہ پہلے مسلمانوں کو ترقی کیونکر ہوئی تھی چنانچہ جن لوگوں نے حضرات صحابہؓ کی ترقی کا حال تاریخ میں دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان حضرات کو محض دین کی اتباع کی وجہ سے ترقی ہوئی وہ دین میں پختہ تھے ان کے معاملات ومعاشرت واخلاق بالکل اسلامی تاریخ کے مطابق تھے اس لئے دوسری قوموں کو خود بخود اسلام کی طرف کشش ہوتی تھی اور کسی نے مقابلہ کیا تو چونکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو راضی کر رکھا تھا اس لئے خدا تعالیٰ ان کی مدد کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ باوجود بے سروسامانی اور قلتِ عدد کے بڑی

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

بڑی سلطنتوں کو ان سے آنکھ ملانے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

شریعت پر عمل کرنے میں مسلمانوں کا وقار ہے

فرمایا تم شریعت پر عمل کر کے دیکھو انشاء اللہ سب تمہاری عزت کریں گے جس کی بین دلیل یہ ہے کہ جو پکے مسلمان ہیں انگریز، ہندو پارسی وغیرہ سب ان کی عزت کرتے ہیں تم دین پر قائم رہو ساری قومیں تمہاری مسخر ہو جائیں گی۔

اتفاق واتحاد کی بنیاد

فرمایا کہ اتفاق واتحاد کی بنیاد ہمیشہ دین کی حدود پر قائم کرو اور کسی عالم سے مشورہ کر کے کام کر لو یہ اتحاد انشاء اللہ مضبوط ہوگا اور یہ اتحاد باقی جب رہے گا جب تقویٰ کی رعایت ہوگی کیونکہ جب تقویٰ کی رعایت ہوگی تو خدا کا خوف ہوگا اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا خیال ہوگا دین کی حدود پر قائم رہو، اور جب دوسروں کے حقوق ادا ہوتے رہیں تو پھر نا اتفاقی پیدا نہیں ہوتی۔

نسبت مع الخالق راسخ ہونے کے بعد رعایا کے حقوق ادا ہو سکتے ہیں حضرت والا کے صاحب اجازت کو لوگوں نے زبردستی میونسپلٹی کا ممبر بنا دیا بالآخر حضرت کی خدمت میں لکھا تاکہ گلوخلاصی ہو۔ تحریر فرمایا جب تک نسبت مع الخالق راسخ نہ ہو تعلق مع الخلق بلا ضرورت سراسر مضرت ہے اور جو منفعت سوچی جاتی ہے کہ ادائے حق خلق ہے وہ حق خلق بھی جب ہی ادا ہوتا ہے کہ نسبت مع الخالق راسخ ہو جاوے ورنہ حق خلق ادا ہوتا ہے نہ حق خالق۔ یہ تجربہ ہے اور ایک کا نہیں بلکہ ہزاروں اہل بصیرت کا۔ اسی لئے ہم سے اور آپ سے زیادہ اہل تمکین نے ایسے تعلقات کو چھوڑ دیا ہے حضرت ابراہیم بن ادہم بلخیؒ حضرت شجاع کرمانیؒ کے واقعات معلوم ہیں اور حضرات خلفائے راشدین پر اپنے کو قیاس نہ کیا جاوے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

سلطنت کی ہوس کا انجام

فرمایا کہ رعایا کو سلطنت کی ہوس کرنے کا نتیجہ سوائے پریشانی کے کچھ نہیں۔ بس ان کی وہ حالت ہے جیسے چیونٹی کے مرنے کے دن قریب آتے ہیں تو اس کے پر لگتے ہیں اس وقت تو وہ خوش ہوتی کہ آہا میں بھی ہوا میں اڑنے لگی چنانچہ اس کی یہ حالت ہوتی ہے۔

چیونٹی کے لگے پر تو وہ کہنے لگی اڑ کر
میں مثل سلیماں ہوں ہوا میں کئی دن سے

مگر اس کو یہ خبر نہیں کہ اس کی ہلاکت کے دن قریب آ گئے ہیں اس کا منشاء محض حرص ہے اور کچھ نہیں مگر یہ لوگ اس کو دین سمجھتے ہیں اور اس کا نام ترقی اسلام رکھا ہے۔ صاحبو! خام کے بدلنے سے کچھ نہیں ہوتا نتائج وآثار کو دیکھنا چاہئے کہ اس ہوس خام کے آثار ونتائج کیا ہیں کیا اس سے اسلام کو کچھ ترقی ہوئی ہے یا کفر کو صوفیہ بڑے محقق ہیں اور ان سے زیادہ کون دیندار ہوگا ان کی تعلیم یہ ہے ۔

آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ
برنتابد کوہ رایک برگ کاہ

چنانچہ نص قرآنی ہے لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ جس سے معلوم ہوا کہ جس ہوس کا نتیجہ ہلاکت، ہو وہ ممنوع ہے وہ دین نہیں خلاف دین ہے اور حدیث میں ہے لاینبغی للمومن ان یذل نفسہ جس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا بھی جائز نہیں اگر ہلاکت نہ ہو یہ سب تو شریعت کی تعلیم متعلق مصائب اختیاریہ کے ہے اور مصائب غیر اختیاریہ کے متعلق یہ تعلیم ہے۔

سلطنت کی قیمت

ایک بزرگ نے ایک بادشاہ سے پوچھا کہ اگر اتفاقاً تم شکار میں نکل جاؤ اور اکیلے رہ جاؤ اور اس وقت اگر کوئی شخص تمہارے پاس ایک پیالہ پانی لائے اور آدھی

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

سلطنت اس کی قیمت بتلائے تو تم اس کو خرید لو گے کہ نہیں؟ اس نے کہا کہ میں ضرور خرید لوں گا پھران بزرگ نے کہا کہ اگر اتفاق سے تمہارا پیشاب بند ہو جائے اور کسی طرح نہ کھلے اور ایک شخص اس شرط پر پیشاب اتار دینے کا وعدہ کرتا ہے کہ باقی آدھی سلطنت اس کو دے دو تو تم کیا کرو گے اس نے کہا باقی آدھی سلطنت بھی اس کو دے دوں گا تو ان بزرگ نے کہا کہ بس آپ کی سلطنت کی یہ قیمت ہے ایک پیالہ اور ایک پیالہ پیشاب جس میں آپ اس قدر مست ہو رہے ہیں۔ تو اللہ والوں کو دنیا کا نرخ معلوم ہے اس لئے صحابہ نے بڑی سلطنت ہونے پر بھی دنیا کی ہوس نہیں کی حضرت عمرؓ خلیفہ وقت تھے مگر کھانا کپڑا جو تھا معمولی سے بھی کم تھا کیونکہ وہ حضرات جانتے تھے کہ اصل چیز دوسری ہے ہمارے بعضے بھولے بھالے بھائی حضرت علیؓ کے لئے لڑتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے خلافت لے لی۔ حضرت علیؓ کو نہ دی۔ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں حضراتؓ کو دعا دیجئے اگر حضرت علیؓ کو اول ہی سے خلافت دے دی جاتی اور اتنی مدت تک یہ خلیفہ رہتے تو ان کو کتنی مدت تک تکلیف ہوتی جو اٹھائے نہ اٹھتی کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ ان حضرات کو دنیا سے کس قدر نفرت تھی۔ پس ان حضراتؓ نے بڑا سلوک کیا کہ اس مصیبت کو خود بانٹ لیا۔ حضرت علیؓ کو تکلیف نہ پہنچنے دی۔

آنحضرت ﷺ کے خلیفوںؓ کا رعب

دیکھئے حضور ﷺ کے خلیفوں ؓ کا جو حضور ﷺ کے طریقہ پر تھے کس قدر رعب رعایا پر تھا لیکن اس کے ساتھ ہی دیکھ لیجئے ان کی تواضع کی کیا حالت تھی۔

حضرت عمرؓ کی تواضع کا قصہ

حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: **اسمعوا واطیعوا** یعنی سنو اور اطاعت کرو۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ: **لا نسمع ولا نطیع**، یعنی ہم نہ آپ کا حکم سنیں اور نہ اطاعت کریں حضرت عمرؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو اس شخص نے کہا کہ غنیمت کے چادریں جو آج تقسیم ہوئی ہیں سب کو تو ایک ایک چادر ملی ہے اور آپ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

کے بدن پر دو ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے تقسیم میں عدل اور انصاف نہیں کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ بھائی تو نے اعتراض کرنے میں بہت جلدی کی، بات یہ ہے کہ میرے پاس کرتا نہیں تھا تو میں نے اپنی چادر کو تہبند کی جگہ باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ کی چادر مانگ کر اس کو کرتے کی جگہ اوڑھا ہے۔ اس واقعہ سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ ان حضرات میں بڑے چھوٹے سب برابر حصے کے حقدار سمجھے جاتے تھے۔ آج بڑوں کا دوہرا حصہ ہونا گویا لازمی بات ہے۔ البتہ اگر مالک ہی دوہرا حصہ دیدے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ غرض کہ تواضع اور نرمی کی یہ کیفیت تھی اور باوجود اس نرمی کے رعب کی یہ حالت تھی۔

فتح ونصرت کا مدار قلت وکثرت نہیں

ہر امر میں مسلمان کی مطمع نظر خدا تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے۔ فرمایا کہ فتح ونصرت کا مدار قلت اور کثرت پر نہیں وہ چیز ہی اور ہے۔ مسلمانوں کو صرف اسی ایک چیز کا خیال رکھنا چاہئے یعنی خدا تعالیٰ کی رضا پھر کام میں لگ جانا چاہئے۔ اگر کامیاب ہوں شکر کریں۔ ناکامیاب ہوں صبر کریں اور مومن تو حقیقتاً ناکامیاب بھی ہوتا ہی نہیں، گو صورۃً ناکام ہو جاوے۔ اس لئے کہ اجر آخرت تو ہر وقت حاصل ہے جو ہر مسلمان کا مقصود ہے حضرت خالدؓ نے ساٹھ ہزار کے مقابلہ میں تیس آدمی تجویز کئے تھے حضرت عبیدہؓ نے فرمایا کہ اُمت محمدیہ کو ہلاک کراؤ گے تب ساٹھ آدمی تجویز کئے یعنی ایک ہزار کے مقابلہ میں ایک آدمی قلت وکثرت کی طرف ان حضرات کا خیال ہی نہ تھا۔

دولت اور سلطنت کا ایک خاصہ

فرمایا کہ تنعم اور تعیش کا اکثری خاصہ ہے کہ حدود محفوظ نہیں رہتے ہاں اگر تنعم کے ساتھ دین ہو اور کسی کامل کی صحبت میسر آ گئی تب تو حدود کا خیال رہتا ہے اس لئے کہ اس سے ہر چیز کو اعتدال کے ساتھ قلب میں رسوخ ہو جاتا ہے۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک فراست

فرمایا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حکم فرمایا تھا کہ ہمارے بازار میں صرف وہ لوگ خرید وفروخت کریں جو فقیہ ہوں اس سے تمام ملک کو درسگاہ بنا دیا تھا اس لئے کہ سب خریداروں کو ان ہی کے ساتھ سابقہ پڑتا تھا عجیب فراست تھی۔

امارت میں خاصہ ہے تبعید مساکین کا

فرمایا کہ جس قوم کے مذہبی راہبر امیر ہوں گے وہ مذہب اور قوم گمراہ ہو جائے گی اس لئے کہ ان کو تو ضرورت قوم سے واسطہ رکھنے کی رہے گی نہیں۔ اور جب واسطہ نہ رہا تو گمراہ ہونا قریب ہے ہی اس کا یہ سبب نہیں کہ اب واسطہ قوم سے مال کے سبب ہے بلکہ امارت میں خاصہ ہے تبعید مساکین کا۔

نظام صحیح فلاح دارین برائے مسلمانان

فرمایا کہ مسلمانوں کی غفلت شعاری کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ حالانکہ آخرت کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح اور دنیا کے لئے اپنی قوت کا اجتماع اور آپس میں اتحاد واتفاق یہ سب ان کا فرض تھا۔ اور یہ جو مسلمان کو اپنی فلاح سے استغفار ہے اس کا منشاء چند غلطیاں ہیں۔

(۱) ایک غلط استعمال توکل کا۔ سو توکل تو فرض ہے ہر مسلماں کو خدائے تعالیٰ سے براہ راست ایسا تعلق رکھنا چاہئے کہ کسی چیز کی پرواہ نہ کرے یہی اعتقاد رکھے کہ جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن توکل کا استعمال خلاف محل کرتے ہیں۔

دوسری غلطی یہ کہ جو کام کرتے ہیں جوش کے ماتحت کرتے ہیں اگر ہوش کے ماتحت کام کریں تو بہت جلد کامیاب ہوں۔

تیسری غلطی یہ کہ ہر کام کرنے سے پہلے یہ معلوم کر لینا واجب تھا کہ شریعت

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

مقدسہ کا اس کے متعلق کیا حکم ہے پھر اللہ ورسول کا بتلائی ہوئی تدابیر پر عمل کرے۔حاصل نظام صحیح کا یہ ہوا کہ جوش کے ماتحت کوئی کام نہ کرے ہوش کے ماتحت کیا کرے۔اپنی قوت کو ایک مرکز پر جمع کر لیں۔تیسرے آپس میں اتحا واتفاق رکھیں۔احکام کی پابندی کریں۔جن میں توکل بھی داخل ہے۔اگر ایسا کریں تو میں دعویٰ کے ساتھ خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ چند روز میں کایا پلٹ ہو جائے۔بہت جلد مسلمانوں کے مصائب اور آلام کا خاتمہ ہو جاوے۔نیز جو بھی کام کریں اس میں کامیابی کے لئے خدا سے دعا کریں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔مگر اس وقت کام کی ایک بات نہیں محض ہڑبونگ ہے۔

سلطنت کا زوال چھوٹی چھوٹی باتوں کی غفلت سے ہوتا ہے

فرمایا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی بہت اہتمام کرنا چاہئے سلطنت جو گئی ہے میرے نزدیک چھوٹی چھوٹی چیزوں کے اہتمام کی غفلت ہی سے گئی ہے کیونکہ چھوٹی چھوٹی جزئیات کی طرف سے جو غفلتیں ہوتی رہتی ہیں وہ سب مل کر ایک بہت بڑا مجموعہ غفلتوں کا ہو جاتا ہے جو آخر میں رنگ لاتا ہے اور زوال سلطنت کا موجب ہو جاتا ہے۔نیز جب چھوٹی چھوٹی باتوں کا اہتمام نہیں ہوتا تو غفلت کی عادت پڑ جاتی ہے پھر بڑے بڑے امور میں بھی غفلت ہونے لگتی ہے اور وہ براہ راست مخل ہیں سلطنت کے۔اس لئے چھوٹی چیزوں کا اہتمام ویسے بھی ضروری ہے۔جب چھوٹی چیزوں کا اہتمام ہوگا تو بر بنا عادت بڑی چیزوں کا تو اہتمام ضرور ہی ہوگا اس میں ایک بڑا راز یہ بھی ہے کہ چھوٹے امور میں کوتاہی کرنے سے باہمی معاملات میں بھی یہی عمل ہوتا ہے جس سے باہم کدورت ہو جاتی ہے۔اس صورت میں باہم الفت نہیں رہتی اور مدار سلطنت کا باہمی اتفاق پر ہے اس اہتمام کی تائید میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بار شب کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ آکر باتیں کرنے لگے تو آپ نے فوراً

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

چراغ گل کر دیا۔ کیونکہ اس وقت آپ بیت المال کا کام کر رہے تھے اور چراغ میں تیل بھی بیت المال ہی کا تھا۔ لیجئے یہ بھی کوئی بڑی بات تھی لیکن جو شخص ایسی ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کا اہتمام کرے گا وہ بڑے بڑے امور کو تو کیوں نظر انداز کرے گا۔

(الافاضات الیومیہ ج۱۰ جزاول ص۱۰۲)

جس سلطنت میں رضائے حق نہ ہو وہ وبال جان ہے

یاد رکھو سلطنت مقصود بالذات نہیں بلکہ اصل مقصود رضائے حق ہے اگر ہم سے خدا راضی نہ ہو تو ہم سلطنت کی حالت میں فرعون ہیں اور لعنت ہے ایسی سلطنت پر جس سے ہم فرعون مقصود بالذات ہوتی تو فرعون وہامان وشداد بڑے مقرب ہونے چاہئیں حالانکہ وہ مردود ہیں معلوم ہوا کہ سلطنت وہی مطلوب ہے جس میں رضائے حق بھی ساتھ ساتھ ہو اور جس سلطنت میں رضائے حق نہ ہو وہ وبال جان ہے۔

(اشرف الجواب حصہ سوم مجلد ص:۴۴۵)

انتظامی کام حکومت سر انجام دے سکتی ہے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ بہت سے انتظامی کام حکومت ہی کر سکتی ہے ایسے کام اسی ہی کے کرنے کے ہیں مثلاً باجے گاجے اگر حکومت چاہے بند کر سکتی ہے رہا کتوں کے متعلق اول تو پالنے کی ممانعت ہو سکتی ہے اور اگر ضرورت کے موقع کا استثناء بھی ہو تو قیود کیساتھ ہو سکتا ہے مثلاً یہ کہ باندھ کر رکھوا سلئے کہ اندھیرے میں ستاتے ہیں کسی کا دامن پکڑ لیا پیر پکڑ لیا، ایک ضروری انتظام یہ کرنے کے قابل ہے کہ جانوروں کے بڑے بڑے گھنٹے بندھوا دینے چاہئیں ایک مرتبہ میں بعد نماز مغرب کچھ دیر سے مکان کی طرف جا رہا تھا ایک سانڈ ھا سا منے سے آ گیا اندھیرا تھا نیز میں نیچی نظر کئے ہوئے جا رہا تھا بالکل تصادم ہونے کو تھا مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کہ وہ خود ایک طرف کو بچ گیا تو ایسے یہ سب انتظامات حکومت کر سکتی ہے اور عامہ خلائق کو راحت پہنچا سکتی ہے مگر یہ بھی جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ راحت پہونچانا مقصود بھی ہو لیکن اس وقت اہل

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

اقتدار کو راحت ہی پہنچانا مقصود نہیں محض پیسہ کمانا مقصود ہے مگر پھر بھی اور گورنمنٹوں سے غنیمت ہے خود غرض سہی مگر ساتھ ہی ہماری بعضی غرض بھی پوری ہو جاتی ہے ایک شخص نے خوب کہا ہے کہ بعضی گورنمنٹ کی مثال تو دق کی سی ہے جس میں گھل گھل کر مر جاتا ہے اور بعضے گورنمنٹ کی مثال ہیضہ کی سی ہے کہ چٹ پٹ کام تمام ہو جاتا ہے اور دق میں چار برس دس برس تک الجھا رہتا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج:۴،ص:۱۱۲)

حکومت کا مقصد اقامت دین ہے

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر اختیار ایسا ہی سستا ہے کہ ہر مقصود کے لئے اس کا استعمال جائز ہو اُس میں کوئی قید ہی نہ ہو تو اُس درجہ میں تو حکومت بھی اختیاری ہے آزادی حاصل کریں یا بعنوان دیگر آجکل کی اصطلاح میں قربانی کریں اور یہ قربانی ایسی ہے کہ ذی الحجہ سے پہلے ذیقعدہ میں بھی ہو سکتی ہے مگر یہ دیکھ لیں کہ یہ حکومت دین کی ہوگی یا بد دینی کی جس کا معیار حق تعالیٰ کے فرمان سے معلوم ہو سکتا ہے **الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللّٰہ عاقبۃ الامور** یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں۔ اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر ایسی نیت ہے تو کوشش کریں یعنی حدود شریعت کا تحفظ شرط ہے مگر اب تو ایسا اطلاق ہو رہا ہے کہ شریعت کے خلاف ہو یا موافق (اسکی پرواہ ہی نہیں) تو ایسی حکومت تو فرعون اور شدّاد کو بھی حاصل تھی حکومت سے اصل مقصود اقامت دین ہے اور یہ تدابیر اس کے اسباب ہیں اگر دین مقصود نہیں جیسا آجکل کی حالت سے ظاہر ہے تو لعنت ہے ایسی حکومت پر۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۸۹)

بغیر مذہب حنفی کے سلطنت نہیں چل سکتی

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں نے ایک انگریز کا قول دیکھا ہے وہ کہتا ہے

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

کہ بغیر حنفی مذہب کے سلطنت چل نہیں سکتی کیونکہ اس قدر توسع اور مراعات مصالح مذہب میں نہیں پائی جاتی ۔(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۹۰)

سلاطین کا اہل اللہ سے مشورہ

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ پہلے سلاطین حضرات اہل اللہ سے مشورہ لیتے تھے کیونکہ ان حضرات کے قلوب نورانی ہوتے ہیں اس لئے ان کو زیادہ تجربوں کی ضرورت نہیں اسی نورانیت سے سیاست اور ملکی امور میں ان کا مشورہ مفید ہوتا تھا۔
(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۸۳)

حکمران کو سادہ لباس پہننا ہی زیبا ہے

فرمایا کہ سلاطین کے حال میں یہ کہیں لکھا ہوا نہ نکلے گا کہ فلاں بادشاہ پچاس گز کپڑا پہنتا تھا ہاں یہ تو ملے گا کہ فلاں بادشاہ ایسا زاہد تھا اس قدر کم قیمت اور سادہ معمولی لباس پہنا تھا۔(حسن العزیز ج ۲ ص ۸۴)

رعایا پر ہیبت جمہوری سلطنت کی نہیں ہوتی

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آجکل جمہوریت کا زور ہے اس کی ترجیح میں کہتے ہیں کہ شخصیت اس لئے مضر ہے کہ ایک شخص کا کچھ اعتبار نہیں دین فروشی کر دے، ملت فروشی کر دے، قوم فروشی کر دے اسی خیال سے جمہوریت قائم کرنے کی چیز ہے لیکن غور کرنے سے اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ تمہارے تمدن میں نالائق بھی حاکم ہوسکتا ہے جس میں یہ احتمال ہو سکتے ہیں اور ہمارا مسلک یہ ہے کہ بادشاہ لائق ہو ایسے شخص کا انتخاب کرو جس پر یہ احتمالات ہی نہ ہوں اور جیسے شبہات تم نے شخصیت میں نکالے ہیں ایسے شبہات جمہوریت میں بھی ہو سکتے ہیں جن کے انسداد کے لئے تم نے جماعت کا انتخاب کیا ہے چنانچہ ایسے واقعات بھی کثرت سے ہیں اب اس کے بعد دیکھ لو کہ کونسی بات عقل کے موافق ہے اور کون سی نہیں ۔دوسری بات یہ ہے کہ رعایا پر جو ہیبت ہوتی ہے وہ شخصیت ہی سے ہوتی ہے جمہوریت اور جماعت کی ایسی ہیبت نہیں ہوتی اور نہ اس درجہ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

کی ترغیب کام کی ہوسکتی ہے اس لئے کہ طبعًا اسکا بھی خاص اثر ہوتا ہے کام کرنے والوں پر کہ ہمارے اس کام سے امیر یا سردار خوش ہوا اس سے ان کا دل بڑھتا ہے اور جمہوریت میں کوئی خوش ہونے والا معین نہیں اس لئے کسی کی خوشی کا اثر ہی کیا ہوگا آج ایک جماعت انتخاب میں ہے کل دوسری ہے۔بس اور شخصیت میں رعایا اور حاکم میں خاص تعلقات ہوتے ہیں جس کو اہل ذوق اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج:۵،ص:۱۳۳)

جمہوریت کے کرشمے

ایک صاحب نے طبّی کالج کے طلباء کا ذکر کیا کہ بڑے ہی آزاد ہیں چھوٹے بڑے کی وہاں پر کوئی پرسش ہی نہیں استادوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ ہے۔فرمایا کہ آپ کے چھوٹے بھی بڑوں کا اتنا ادب نہیں کرتے جتنا پہلے بڑے چھوٹوں کا ادب کرتے تھے اور آج کل نہ استاد کی پرواہ ہے نہ باپ کی نہ پیر کی عجیب گڑبڑ پھیل رہی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا سے خیر وبرکت اٹھتی چلی جارہی ہے جمہوریت جمہوریت گاتے پھرتے ہیں یہ سب اسی کی نحوست ہے کہ نہ چھوٹے چھوٹے رہے نہ بڑے بڑے رہے اور علاوہ ان آثار کے خود مقصود کے اعتبار سے بھی یہ جمہوریت ایک کھیل ہے جو قوت شوکت، ہیبت شخصیت میں ہے جمہوریت میں خاک بھی نہیں اور ہو بھی کیسے محکومین سمجھتے ہیں کہ آج ایک پریسیڈنٹ ہے کل کو بدل دیا جائے گا یہ انتخاب کی برکات اور جمہوریت کے کرشمے ہیں اس میں نہ مستحکم انتظام ہوسکتا ہے نہ وزنی کام ہوسکتا ہے بخلاف شخصیت کے کہ وہ بڑی برکت کی چیز ہے مگر عجب عقلیں ہیں تجربہ کررہے ہیں کھلی آنکھوں مشاہدہ ہورہا ہے مگر باز نہیں آتے اس بے حسی کا کسی کے پاس کیا علاج اور پھر اس پر بھی بس نہیں شخصیت کو خلاف حکمت بتلاتے ہیں عجیب تماشا ہے۔(الافاضات الیومیہ ج۵ص۱۳۲)

حجاج بن یوسف کی عبادت اور امید مغفرت کا حال

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ کسی کو کوئی کیا کہہ سکتا ہے اور کیا سمجھ سکتا ہے حجاج

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

بن یوسف جس کا ظلم مشہور ہے مگر باوجود اس کے (اس وقت ظالم کی ہی حالت تھی کہ) ایک شب میں تین سو رکعات نفل پڑھنا اس کا معمول تھا یہ جس وقت مرنے لگا تو کہتا ہے کہ اے اللہ لوگ یوں کہتے کہ حجاج بن یوسف نہیں بخشا جائے گا۔ ہم تو جب جانیں جب ہم کو بخشد و متقیوں کا بخش دینا کوئی عجیب بات نہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یا کسی دوسرے تابعی سے کسی نے جا کر کہا کہ وہ یہ کہہ کر مرا ہے فرمایا بڑا چالاک ہے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں سے جنت بھی لے مرا ہے۔ ایک شخص نے بعد مرجانے کے اس کو خواب میں دیکھا دریافت کیا کہ کیا حال ہے کہا کہ جس قدر مظلوم میں نے قتل کئے ہیں سب کے بدلے ایک ایک مرتبہ مجھ کو قتل کیا گیا اور سعید بن جبیر کے بدلے ستر مرتبہ قتل کیا گیا اور سخت تکلیف میں ہوں پوچھا کہ اب کیا خیال ہے کہا کہ وہی خیال ہے جو سب مسلمانوں کا خدا کے ساتھ ہے یعنی مغفرت کا امیدوار ہوں اور ضرور مغفرت ہوگی یہ خیال اس شخص کا ہے جو دنیا بھر کے نزدیک مبغوض اور مردود ہے وہ بھی خدا کی ذات سے ناامید نہیں ہوا اور یہ خیال تو آجکل کے بعضے لمبے لمبے وظیفوں کے پڑھنے والوں کا بھی خدا کے ساتھ اتنا قوی نہیں۔ اب بتلائے کوئی کسی کو کیا نظر تحقیر سے دیکھے بس جی آدمی کو چاہئے کہ اپنی خیر منائے کیوں کسی کے درپے ہو اپنی ہی کیا خبر ہے کہ کیا معاملہ ہوگا۔
(الافاضات الیومیہ ج۵ ص۱۳۳)

کافر سیاست دان کی اقتدار کی مثال

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر ایک شخص سیاست کا ماہر ہے مگر ہے کافر اگر اس میں اس کی اقتدا کر لی جائے کیا حرج ہے فرمایا کہ اس کی بالکل ایسی مثال ہے کہ اگر کافر نماز خوب جانتا ہو اور مسلمان نہ جانتا ہو تو کیا اس کافر کی اقتداء جائز ہے شبہ کا منشا یہ ہے کہ سیاست کو لوگ دین نہیں سمجھتے خود یہی سخت غلطی اور جہل اعظم ہے سیاست بھی تو دین ہی ہے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ اسلام نے سیاست کی تعلیم نہیں دی سو یہ کتنی بڑی تحریف ہے پھر دین میں کافر کی اقتدا کرنا کیا معنی، نیز کیا اس میں اسلام اور مسلمانوں کی اہانت نہیں ہے اور کیا کوئی شخص کہیں یہ بات دکھلا سکتا ہے کہ اس طرح سے

تالیفات حکیم الامت تھانوی

اسلام اور مسلمانوں کی اہانت کرانا اور ان کو ذلیل کرانا جائز ہے اور کیا مسلمانوں میں ایسا کوئی نہیں کہ وہ سیاست جانتا ہو البتہ اس طریق سے ان کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں کہ کافر تابع ہوں اور مسلمان متبوع اور یہاں بالکل عکس ہے کہ مسلمان تابع اور کافر متبوع اور مجھ کو عوام کی اور لیڈروں کی شکایت نہیں وہ تو جہل میں مبتلا ہیں، ہی شکایت تو علماء کی ہے وہ اس غلطی میں پھنس گئے حق تعالیٰ ہدایت فرمائے اور جہل سے محفوظ رکھے، مجھ کو ایسی باتیں سن کر بیحد قلق اور صدمہ ہوتا ہے جب لکھے پڑھوں کی نسبت سنتا ہوں کہ وہ ایسی خرافات کے حامی اور دلدادہ ہیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون عجیب بات ہے کہ خسران کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ ہو رہا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۶۹)

خالص مذہبی سیاست

مذہب اسلام میں جو ایک حصہ سیاسیات کا ہے وہ مدون ہے اس تدوین کے موافق اس کو اختیار کرو۔ وہ بہت کافی ہے اور وہ خالص مذہبی سیاست ہے اس میں گڑبڑ اور کتر بیونت کرنا جائز نہیں جیسا کہ آجکل کے طبائع میں یہ مرض ہو گیا ہے کہ ہر جگہ اپنی رائے کو دخل دینا چاہتے ہیں۔ (اصلاح المسلمین ص ۵۳۳)

سب کفار مسلمانوں کے دشمن ہیں

بعض لوگ کفار کی ایک جماعت کو برا کہتے ہیں اور بعض دوسری جماعت کو میں کہتا ہوں دونوں برے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ایک نجاست مرئیہ ہے ایک نجاست غیر مرئیہ اور ہیں دونوں نجاست۔ کافر جتنے ہیں سب اسلام کے دشمن ہیں کوئی گورا ہو یا کالا دونوں سانپ ہی ہیں بلکہ گورے سانپ سے کالا سانپ زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔
(اصلاح المسلمین ص ۵۱۶، ۵۱۷)

کفار بھی مسلمانوں کو اپنا اصلی مخالف سمجھتے ہیں

گو کفار کسی اپنی مصلحت سے مسلمانوں کی کچھ رعایت کریں مگر یہ یقینی بات

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ہے کہ وہ اسلام کو اپنے لئے مضر سمجھتے ہیں اور اس واسطے اس کے مٹانے کی فکر میں ہیں۔
(اصلاح المسلمین ص ۵۱۷)

مسلمانوں کے دوست

یہ مسلمانوں کی انتہائی بدفہمی ہے کہ غیر قوموں کی بغلوں میں جا کر گھستے ہیں ان کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں، انما ولیکم اللّٰہ ور سو له والذین اٰمنوا حصر کے ساتھ فرماتے ہیں کہ تمہارا کوئی دوست نہیں سوائے اللہ اور رسول اور مؤمنین کے۔
(اصلاح المسلمین ص ۵۱۶)

حکام وقت کو برا کہنا بے صبری کی علامت ہے

بعض لوگ مصائب سے تنگ ہو کر حکام وقت کو برا بھلا کہتے ہیں یہ بھی علامت ہے بے صبری کی اور پسندیدہ تدبیر نہیں اور حدیث شریف میں ممانعت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بادشاہوں کو برا مت کہو ان کے قلوب میرے قبضے میں ہیں میری اطاعت کرو میں ان کے دلوں کو تم پر نرم کر دوں گا۔

یاد رکھو! جو مصیبت آتی ہے منجانب اللہ ہوتی ہے فرماتے ہیں۔ ما اصاب من مصیبة الا باذن اللّٰہ۔ یعنی کوئی مصیبت نہیں آتی مگر اللہ کے حکم سے۔ اور جبکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کا علاج یہی ہے کہ ادھر رجوع کرے اور پھر جو پیش آئے خیر سمجھے اس لئے کہ

ہر چہ آں خسر و کند شیریں بود

اور شیخ شیرازی فرماتے ہیں۔

از خدا داں خلاف دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرف اوست

ص ۵۲۲

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

کامیابی کی اصلی تدبیر

مسلمانوں کا سوائے خدا کی ذات کے کوئی حامی نہیں اور مددگار نہیں اور ان کو اور کسی کی ضرورت بھی نہیں میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اگر مسلمانوں میں نظم ہو اور دین ہو تو تمام دنیا کی غیر مسلم اقوام اس کی حالت میں بھی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں لیکن مسلمان ویسے تو بہت کچھ گڑبڑ کرتے ہیں مگر جو اصل تدبیر ہے اور کام کی تدبیر ہے جس سے پہلوں کو کامیابی میسر ہو چکی ہے وہ نہیں کرتے وہ تدبیر یہ کہ اپنے خدا کو راضی کرنے کی فکر کریں اب تو بڑی تدبیر ان کی مشرکوں کی تعلیم پر عمل کرنا ہے انکو لوگ عاقل سمجھتے ہیں بھلا ایسا شخص کیا عاقل ہوگا جس کو انجام کی خبر نہیں اگر ایسے لوگ عاقل ہوتے تو آخرت کی فکر کرتے۔ (اصلاح المسلمین ص ۵۳۸ ص ۵۳۹)

اسلام کی قوت کا مدار شخصیتوں پر نہیں

اسلام کی قوت کا مدار حق پر ہے اور حق میں وہ قوت ہے کہ اگر ایک شخص حق پر ہو اور سارا عالم اس کا مخالف ہو تو وہ ضعیف نہیں اور اگر یہ شخص حق پر نہیں سارا عالم اس کا معتقد ہو وہ شخص ضعیف ہے، اس میں کچھ قوت نہیں۔ (اصلاح المسلمین ص ۵۳۵)

سلاطین اسلام کا احترام لازم ہے

سلاطین اسلام کی علی الاعلان اہانت میں ضرر ہے جمہور کا ہیبت نکلنے سے فتن پھیلتے ہیں اس لئے سلاطین اسلام کا احترام کرنا چاہئے۔ (اصلاح المسلمین ص ۵۲۲)

قانون شریعت مصلحت عامہ کے خلاف نہیں

کوئی قانون مصالح خاصہ کا ذمہ دار نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ مصالح خاصہ آپس میں متناقض ہوتے ہیں جن کا جمع ہو سکنا بھی محال ہے بلکہ قانون مصالح عامہ کی حفاظت کرتا ہے سو بحمد اللہ قانونِ شریعت مصلحت عامہ کے خلاف نہیں۔

(اصلاح المسلمین: ص ۵۳۵ ص ۵۳۶)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

آج کل کی سیاست میں غیر شرعی امور کی نشاندہی

آجکل کی سیاست میں گرفتاری پیش کرنا، جیل جانا، مار کھانا، ہڑتالیں کرنا اور جلوس وغیرہ نکالنا مطالبات منوانے کے لئے مؤثر تدبیر سمجھی جاتیں ہیں شریعت میں ان کی قطعاً گنجائش نہیں۔ تفصیل کے لئے اشرف الاحکام مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر کا مطالعہ کریں۔

خلاف شرع امور میں حاکم کی اطاعت جائز نہیں

امیر اگر عدل پر قائم ہے تو اس کی اطاعت واجب ہے اور اگر وہ عدل و انصاف کو چھوڑ کر خلاف شرع احکام صادر کرے تو ان میں امیر کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **لاطاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق** یعنی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس سے خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔
(مسائل معارف القرآن ص۱۹۰)

حاکم کو اپنی رعیت کی خبر گیری رکھنا ضروری ہے

حاکم کو اپنی رعیت اور مشائخ کو اپنے شاگردوں اور مریدوں کی خبر گیری رکھنا ضروری ہے۔ (معارف القرآن ج۴ ص۵۷۰)

جہاد کی تیاری

امیر المومنین کی ایک اہم ترین ذمہ داری جہاد کی تیاری ہے چنانچہ اس بارے میں ملاحظہ ہو۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان عالی:-

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِالسَّیْفِ. بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ حَتّٰی یُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَجُعِلَ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ (اَیِ سَمْهِیْ) وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَار عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ . رَوَاهُ احمد بِن حَنْبَلَ فی مُسْنَدِهٖ.

(مسند احمد جلد دوم صفحہ ۵۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھیجا گیا ہوں میں ساتھ تلوار کے قیامت تک کے لئے (یعنی میں قیامت تک کے لئے امت کے لئے جہاد کی فرضیت لے کر آیا یہاں تک کہ عبادت ہونے لگے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی (یعنی جہاد اس وقت تک فرض ہے جب تک کہ کفر کی شوکت ٹوٹ کر عبادت خداوندی کے راستہ میں یا دوسرے لفظوں میں تبلیغ اسلام اور تعمیلِ احکام اسلام کے راستے میں کوئی رکاوٹ حائل نہ رہے) اور رکھا گیا ہے رزق میرا میرے نیزے کی نوک کے سائے میں (یعنی مسلمان کا رزق جہاد میں ہے۔ جب تک مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کرتے رہتے ہیں ان پر رزق کے دروازے غیب سے کھلتے رہتے ہیں) اور رکھی گئی ہے ذلت اور خواری اوپر اس شخص کے جس نے مخالفت کی میرے حکم کی (یعنی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان جہاد کی مخالفت کرتا ہے ذلیل وخوار کر دیا جاتا ہے) اور جس شخص نے جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی پس وہ ان میں سے ہے۔

جہاد مصائب سے نجات کا سبب ہے

اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ کا وہ ارشاد گرامی یہ ہے فرمایا۔ جیسے یہ غلط ہے کہ نماز روزہ کو کامیابی میں کیا دخل؟ اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں خالی نماز روزہ کامیابی کے لئے کافی ہے بلکہ دلائل اس کے شاہد ہیں کہ خالی نماز روزہ سے کبھی کامیابی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے بلکہ ایک دوسری چیز کی بھی ضرورت ہے اور وہ چیز قتال و جہاد ہے۔ کیا مکہ میں نماز روزہ نہ تھا؟ بھلا صحابہ سے بڑھ کر نماز روزہ کس کا ہو سکتا ہے؟ مگر باوجود

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

اس کے دیکھ لیجئے کہ مکہ کے اندر مسلمان اتنے دنوں تک رہے مگر غلبہ نہ ہوا۔ جب ہجرت ہوئی قتال ہوا اس وقت غلبہ حاصل ہوا۔ تمام تاریخ اسلامی اٹھا کر دیکھ لو کہ کہیں اس کی نظیر نہ ملے گی کہ خالی نماز روزہ سے مسلمانوں کو غلبہ ہوا ہو۔ البتہ ضروری نماز روزہ بھی ہے۔

شرائط جہاد

حضرت حکیم الامتؒ نے احقر مؤلف سے ارشاد فرمایا کہ اب دیکھنے کی بات ہے کہ باوجودیکہ بغیر قتال کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہ غلبہ ہو سکتا تھا نہ ہوا۔ مگر تیرہ برس مکہ معظمہ میں گزر گئے اور سخت سے سخت ایذائیں مسلمانوں کو پہنچیں لیکن قتال کی اجازت نہ ہوئی۔ اور اس کا حکم نہ آیا۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں نے ہجرت کی اور قتال کی اجازت ہوگئی تو اس کی کیا وجہ کہ قتال کی اس قدر تو ضرورت تھی مگر جب تک کہ ہجرت واقع نہ ہوئی اس وقت تک قتال کی اجازت نہ ہوئی۔

احقر نے عرض کیا کہ حضور! اس کی وجہ کیا یہ تھی کہ قبل ہجرت کے مسلمانوں کے پاس ہتھیار اور سامان نہ تھا فرمایا کہ اجی ہتھیار تو خود مقابل ہی سے لے لئے جاتے ہیں۔ اب اس زمانہ کے قریب ہی کا قصہ ہے کہ مہدی سوڈانی کو دیکھو۔ وہ لوگ بھی کہ باوجودیکہ ان کے مقابل کے پاس ہر قسم کا سامان تھا اور ان کے پاس نہ تھا مگر وہ مشقت کر کے راستے میں مر گئے۔ باقی جو رہ گئے وہ مقابل کے پاس پہنچ کر ان کے ہتھیار چھین کر انہی سے لڑتے تھے اور جب اس زمانہ کے لوگوں کا یہ حال ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا تو کہنا ہی کیا۔ تو قلت سامان تو وجہ تھی نہیں۔ اس کی محققین نے تصریح کی ہے۔"

احقر نے عرض کیا کہ حضور! پھر کیا وجہ تھی؟ ارشاد فرمایا کہ "گو بجز قلت سامان کے دوسرے بھی مصالح ہوں مگر میرے نزدیک اسکی وجہ یہ تھی کہ مکہ میں مسلمانوں کا کوئی مرکز نہ تھا اور جہاد کے لئے مرکز ضروری ہے اور ہجرت کے بعد مسلمانوں کو مدینہ پہنچ کر مرکز حاصل ہوگیا۔ بس یہ وجہ تھی کہ ہجرت سے قبل مکہ میں قتال کی اجازت نہ ہوئی اور

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

مدینہ پہنچ کر اجازت ہوگئی۔

امیر المؤمنین کے اوصاف

دوسری چیز یہ ہے کہ کوئی امیر المؤمنین ہو اور جس کو امیر المؤمنین بنایا جائے اس کے اندر تین صفات ہوں (۱) ایک تدَیُّن (۲) دوسرے وہ سیاست سے واقف ہو (۳) اور تیسری صفت یہ کہ اس کے اندر ہمت ہو۔

(ماخوذ آثار رحمت از حضرت مولانا جلیل احمد صاحب شیروانی)

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

جہاد وشہادت[۱]

تلخیص رسالۂ جہاد مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ

جہاد کے معنی لغت میں کسی کام کے لئے اپنی پوری کوشش اور توانائی خرچ کرنے کے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور دشمن کی مدافعت کرنے میں جان، مال، زبان، قلم کی پوری طاقت خرچ کرنے کو جہاد کہا جاتا ہے۔

شروع میں فضائل سے متعلق ہر عنوان کے تحت آیات قرآنی و احادیث لکھی جائیں گی اس کے بعد اسی ترتیب سے جہاد نہ کرنے پر وعید کے بارے میں آیات و احادیث لکھی جائیں گی۔

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جہاد کرو اللہ کی راہ میں پورا جہاد۔ (سورۃ حج آیت ۷۸)

ف: امام راغب اصفہانی نے اس ارشاد قرآنی کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ آیت جہاد کی تین قسموں کو شامل ہے (۱) کھلے دشمن سے مقابلہ (۲) شیطان اور اس کے پیدا کئے ہوئے خیالات کا مقابلہ (۳) خود اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ۔

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تیار کرو تم دشمن کے لئے جنگ اور سجے ہوئے گھوڑے تاکہ دھاک پڑ جائے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر۔

(سورۃ الانفال آیت:۶۰)

---

[۱] ترتیب از محتاج دعا بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ ہارون آباد۔

ف: اس میں ہر زمانہ اور ہر مقام کے مناسب اسلحہ اور سامان جنگ جمع کرنے کی تاکید ہے۔

اے ایمان والو! جنگ میں کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو تم ان سے پشت نہ پھیرو۔ اور جس نے اس دن کافروں سے پشت پھیری تو اللہ کا غضب لے کر لوٹا۔ (سورہ انفال آیت ۱۵۔۱۶)

ف: ہاں اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ مجاہدین کو حالات سے پورا اندازہ ہو جائے کہ اگر ہم اس وقت لڑیں گے تو ہم سب فنا ہو جائیں گے۔ اور دشمن کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے تو دوسرے مسلمانوں سے کمک حاصل کرنے اور تیاری کے بعد لڑنے کی نیت سے اس وقت میدان چھوڑ دینا جائز ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

اور جس نے اس دن کافروں سے پشت پھیری بجز جنگی چال کے یا مسلمانوں کے کسی گروہ سے ملنے کے لئے تو اللہ کا غضب لے کر لوٹا۔ اگر تم میں سے بیس (۲۰) ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو سو (۲۰۰) پر غالب آجائیں گے اور اگر تم سو (۱۰۰) ہو تو ہزار پر غالب آجاؤ گے۔ (سورۃ الانفال آیت ۶۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے لئے جہاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مسلسل روزے رکھتا ہو اور رات بھر تہجد کی نماز اور تلاوت میں مشغول رہے نہ کسی دن روزہ میں سستی کرے اور نہ کسی رات کی نماز میں اور مجاہد کو یہ فضیلت اس وقت تک برابر حاصل رہے گی جب تک لوٹ کر وہ اپنے گھر نہ آجائے حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے اللہ کے راستہ میں جہاد میں ایک مرتبہ صبح وشام کو نکلنا ساری دنیا اور اسکی تمام نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہے اور ایک شخص کا جہاد کی صف میں کھڑا ہونا گھر میں رہ کر ساٹھ برس کی نمازوں سے بہتر ہے۔ (احمد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے اور اللہ ہی جانتا ہے[1] کہ کون اسکی راہ میں زخمی ہوا ہے تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا وہ صورت میں تو خون ہوگا مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

ف: سبحان اللہ زخمی ہونے میں اس قدر فضیلت ہے تو شہید ہونے میں کیا کچھ ہوگا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن رباط یعنی اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا کام ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے والے کے عمل پر مہر لگادی جاتی ہے مرنے کے بعد اس کے عمل میں کوئی زیادتی نہیں ہوسکتی بجز اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں کسی سرحد کی نگرانی کرتے ہوئے مر گیا تو اس کا عمل قیامت تک اس کے اعمال نامے میں بڑھایا جاتا رہے گا اور قبر کے سوال وجواب سے بھی آزاد رہے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

ف: ان دونوں حدیثوں میں رینجرز پولیس کے لئے کتنی عظیم الشان بشارت ہے جبکہ ان کی نیت اسلامی سرحدوں کو دشمنان دین سے محفوظ رکھنے کی ہو اور اس نیت کے ساتھ ان کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ اس ثواب سے ان کو محروم نہ کرے گی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک رات سمندر کے کنارے پر پہرہ دے تو اس کا یہ عمل اپنے گھر میں ایک ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے۔ (الموصلی)

ف: اس میں بحری فوج کے لئے کتنی عظیم سعادت ہے۔

---

[1] اس میں نیت کی طرف اشارہ ہے کہ نیت نام ونمود شہرت اور کسی دنیوی مفاد کے لئے لڑنے کی نہ ہو۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

مال سے جہاد کرنا

چونکہ سب مسلمانوں کا جہاد میں جانا نہ ضروری ہوتا ہے اور نہ مفید۔ اس لئے دیگر مسلمان مجاہدین کی مالی امداد کر کے جہاد کا ثواب گھر بیٹھے حاصل کر سکتے ہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ترک وطن کیا وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی طرف سے بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان میں دائمی جنت ہو گی۔ (التوبہ آیت:۲۰، ۲۱)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکل پڑو تھوڑے سامان اور زیادہ سامان کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو۔ (النساء آیت:۶۵، التوبہ آیت:۴۰)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت بلند بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ نے اچھے گھروں کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے اجر عظیم دیا ہے۔

ف: قرآن کریم کی کئی آیتوں میں ارشاد ہے: وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ غرض مال کے جہاد کو ہر جگہ جان کے جہاد سے مقدم فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غازی کو تو اس کے غزوہ اور جہاد کا ثواب ملتا ہے اور جس شخص نے اس کو مال دے کر جہاد کے لئے بھیجا ہے اس کو اپنے مال کا بھی ثواب ملے گا اور اس غازی کے عمل کا بھی۔ ابوداؤد

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غازی کو جہاد کا سامان دیا، اس نے بھی جہاد کیا اور

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

جو شخص کسی غازی کے گھر والوں کی خبر گیری اور نگرانی میں لگا رہا، اس نے بھی جہاد کیا۔

حضرت ابی الدرداء، ابو ہریرہ، ابی امامہ، عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جہاد کے لئے کچھ مال خرچ کیا مگر خود جہاد میں نہیں گیا اس کو ایک درہم پر سات سو درہم کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے خود بھی جہاد کیا اور اس میں اپنا مال بھی خرچ کیا تو اس کے ایک درہم کا ثواب سات لاکھ کے برابر ہوگا۔ (ابن ماجہ)

ف: ان آیات واحادیث سے جہاد کے لئے مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ حکومت کے دفاعی فنڈ کو صحیح مصرف میں خرچ کا اطمینان ہو تو اس میں چندہ دینا بھی اسی حکم میں داخل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے خلاف جہاد کرو اپنے مالوں سے اپنی جانوں سے اپنی زبانوں سے۔ (ابوداود ونسائی ودارمی)

ف: زبان کا جہاد یہ ہے کہ اپنی گفتگو اور تقریر سے دشمن کو مرغوب کرے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے۔ قلم سے لکھنا بھی زبان سے بولنے کے قائم مقام ہے اس سے معلوم ہوا کہ علماء کے مواعظ، مضامین، شعراء کے اشعار جو جذبے کو ابھارنے والے ہیں، جہاد میں شامل ہیں۔

اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جانا

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کی نسبت یوں نہ کہو کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن اس کا تم ادراک نہیں کر سکتے۔ (البقرہ ۱۵۴)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

(آل عمران آیت: ۱۶۹ تا ۱۷۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص جو جنت میں داخل ہو جائے پھر اس کو یہ کہا جائے کہ تو لوٹ کر دنیا میں چلا جا، ساری دنیا کی دولت وحکومت تجھے دی جائے گی وہ کبھی جنت سے نکل کر دنیا میں آنے پر راضی نہ ہوگا بجز شہید کے جو یہ تمنا ظاہر کرے گا کہ مجھے دنیا میں بھیج دیا جائے تا کہ میں پھر جہاد کر کے شہید ہوں اسی طرح دس مرتبہ زندہ کر کے دنیا میں بھیجا جاؤں پھر شہید ہو کر آؤں کیونکہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا بڑے اعزاز واکرام کا مشاہدہ کرتا ہے جو اور کسی کا عمل نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سہیل بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہید ہونے کی دعا مانگے تو اس کو اللہ تعالیٰ شہیدوں کے مرتبے پر پہنچا دے گا اگر چہ وہ اپنے بستر پر مرے۔

حضرت ابی مالک الاشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو جہاد کے لئے اپنے گھر سے نکلا پھر اس کو موت آ گئی یا کسی نے قتل کر دیا یا سواری سے مر گیا یا کسی موذی جاندار نے ڈس لیا یا اپنے بستر پر مر گیا تو وہ بھی شہید ہے۔ (ابوداؤد)

ترک جہاد پر وعید اور وبال آخرت

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی سو دنیوی زندگی کا متع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے اگر تم نہ نکلو گے تو

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دے گا اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔ (التوبہ آیت ۲۷-۲۹)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رخصت نہیں مانگتے اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے البتہ وہ لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں۔ (التوبہ آیت ۴۵)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب کوئی ٹکڑا قرآن کا اس مضمون میں نازل کیا جاتا ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان میں کے جو مقدور والے ہیں آپ ﷺ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں تو وہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جسے وہ سمجھتے نہیں۔ (التوبہ آیت ۸۶،۸۷)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے دل میں جہاد کا ارادہ کیا وہ ایک قسم کے نفاق پر مرے گا۔ (مسلم)

حضرت ابی امۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ کبھی کسی مجاہد فی سبیل اللہ کی یہ خدمت انجام دی کہ اس کے اہل وعیال کی نگرانی بلا کسی غرض دنیوی کے پوری طرح کرتا تو قیامت سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے بدن پر کوئی

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

جہاد کا نشان نہ ہو وہ ایک عیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ (ترمذی وابن ماجہ)

ہندوستان پر جہاد کی خاص اہمیت اور فضائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جماعتیں میری امت میں ایسی ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم سے نجات لکھ دی ہے۔ ایک وہ جماعت جو ہندوستان پر جہاد کرے گی اور ایک وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد ان کے ساتھ ہوگی۔ (طبرانی فی الاوسط)

ف: الفاظ حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ حدیث کو کسی خاص جہاد کے ساتھ مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس لئے جتنے جہاد ہندوستان میں مختلف زمانوں میں ہوتے رہے اور آئندہ بھی ہوں گے۔ سب کو یہ بشارت شامل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ہندوستان کے جہاد کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر میں نے اس کو اپنی زندگی میں پالیا تو میں اپنا سارا مال اور اپنی جان اس میں خرچ کروں گا پھر اگر میں قتل کر دیا گیا تو افضل الشہدا ہو جاؤں گا اور اگر زندہ لوٹا تو میں جہنم سے آزاد ابوہریرہؓ ہوگا۔ (نسائی)

ف: سبحان اللہ اس حدیث میں کیا عظیم الشان بشارت ہے۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ
ایڈمن
محمد طلحہ نذیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنی دستور مملکت

حکومت کے اغراض ومقاصد

دفعہ (۱)

(الف) تمام باشندگان مملکت کو عدل واعتدال پر قائم کرنا۔
(ب) مملکت سے داخلی اور خارجی فتنہ وفساد کو دفع کرنا۔
(ج) مسلمانوں کے لئے اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ کا انتظام۔
(د) لوگوں کو بھلائیوں پر آمادہ کرنے اور برائیوں سے روکنے کا انتظام۔

(الحدید آیت ۲۵، البقرۃ: ۲۵۱، الحج: آیت ۴۱)

طرزِ حکومت

دفعہ (۲)

حاکم حقیقی صرف اللہ رب العٰلمین ہے، زمین کی حکومت بنی آدم کو بطور امانت ونیابت سپرد کی جاتی ہے۔ (آل عمران آیت ۲۵، المائدہ آیت ۱۲)

دفعہ (۳)

اسلامی مملکت میں کتاب وسنت کے خلاف کوئی قانون نہ پاس ہوسکتا ہے نہ باقی رکھا جاسکتا ہے، نہ کتاب وسنت کے خلاف کوئی انتظامی حکم دیا جاسکتا ہے۔

دفعہ (۴)

اگر کسی قانون سے متعلق عوام اور حکام میں اختلاف ہوں کہ وہ موافق

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

شریعت ہے یا خلاف شرع، تو اس کا فیصلہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کر کے کیا جائے گا جس کی عملی صورت ماہرین کتاب وسنت کے فیصلہ کو آخری فیصلہ قرار دینا ہے خواہ ماہرین شریعت کا کوئی مستقل بورڈ بنایا جائے یا ایسے حضرات کو اسمبلی میں یا عدالت میں لیا جائے ان میں سے جو صورت خطرات سے پاک سمجھی جائے اس کو اختیار کیا جائے۔ (النساء آیت:۵۹، المائدۃ آیت:۱۲)

دفعہ (۵)

(الف) طرز حکومت جمہوری شورائی ہوگا۔
(ب) امیر مملکت کا عزل ونصب جمہور کے اختیار میں ہوگا، جس کو وہ اپنے نمائندوں (اہل حل وعقد) کے ذریعہ استعمال کریں گے۔ (الشوریٰ آیت:۳۸، آل عمران آیت:۱۵۹)

دفعہ (۶)

حکومت کے مروّجہ طریقوں میں سے صدارتی طرز حکومت اسلام کے زیادہ قریب ہے۔ (صٓ آیت:۶)

دفعہ (۷)

ہرگاہ کہ مملکت کے تمام عہدے، تمام اموال وخزائن حکام کے ہاتھ میں بطور امانت ہیں، وہ ان کے مالک ومختار نہیں، اور ان امانتوں کے اہل ومستحق جمہور عوام وباشندگان مملکت ہیں، اس لئے حکومت کی ذمہ داری ہے:۔
(الف) ان امانتوں کے مستحقین کو تحقیق وتلاش کر کے پہنچائے۔
(ب) ہر امانت اس کے مستحق کو پہنچائے غیر مستحق کے قبضہ سے بچائے۔

دفعہ (۸)

مقدمات کا فیصلہ بلا امتیاز مذہب ونسل ورنگ ووطن پورے انصاف کے

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ساتھ کرے۔

دفعہ (۹)

انصاف مفت ہونا چاہئے، اصحاب معاملہ سے کسی قسم کا معاوضہ کورٹ فیس وغیرہ وصول نہ کرے۔ (دفعہ نمبر ۷، ۸، ۹، النساء آیت: ۵۸)

دفعہ (۱۰)

حکومت کا فرض ہے کہ کسی باشندہ ملک کی جائز آزادی کو سلب نہ کرے، جب تک اس پر کوئی جرم ثابت نہ ہو، اور اس کو صفائی کا موقع نہ دیا جائے (اس لئے مروجہ سیفٹی ایکٹ اصول اسلام کے خلاف ہے)۔ (المائدہ آیت: ۸، النساء آیت: ۱۳۵)

دفعہ (۱۱)

اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ہر مسلمان باشندہ ملک کو ضروریات دین سے واقف کرنے کا انتظام کرے۔ (الحج آیت: ۴۱)

دفعہ (۱۲)

مملکت کے لئے لازم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں میں سے جغرافیائی، قبائلی، نسلی، لسانی اور اسی قسم کے دوسرے غیر اسلامی تعصبات کو دور کرنے اور ملت اسلامیہ کی وحدت واستحکام کے لئے کوشش کرے۔ (الحجرات آیت: ۱۰، ۱۳)

دفعہ (۱۳)

اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ غیر مسلم باشندگان ملک کی جان و مال، آبرو کی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح مسلمان کی کی جاتی ہے۔

(المائدہ آیت:....، المومنون آیت: ۸)

دفعہ (۱۴)

جو معاہدہ کسی قوم یا ملک یا جماعت سے کرلیا جائے اس کی پوری پابندی

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

حکومت پر لازم ہے، ظاہراً یا باطناً اس کی کسی شرط کے خلاف کرنا جرم ہے، جب تک کہ معاہدہ کی میعاد پوری نہ ہو جائے، یا اس معاہدہ کو باقاعدہ ختم نہ کر دیا جائے۔ (الحجرات آیت:۲۰)

دفعہ (۱۵)

کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا بلکہ اس کو اپنی مذہبی رسوم کی ادائیگی میں مکمل آزادی ہوگی۔ (البقرہ آیت:۲۵۶)

دفعہ (۱۶)

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ملک کی وہ دولت جس میں سب کے حقوق مساوی ہیں ان کی تقسیم اس طرح کرے کہ تمام اہل ملک اور ان کی آئندہ نسلیں اس سے فائدہ اٹھا سکیں، ایسا نہ ہو کہ اس دولت پر صرف سرمایہ دار قبضہ کر لیں، یا اس طرح تقسیم ہو کہ کچھ لوگ سرمایہ دار بن جائیں اور دوسرے محروم رہ جائیں۔ (الحشر آیت:۷)

دفعہ (۱۷)

انفرادی ملکیتیں جو جائز طریقوں سے حاصل کی گئی ہوں وہ کسی سے ناحق سلب نہ کی جائیں گی۔ (النساء آیت:۲۸)

صدر مملکت کے اوصاف

دفعہ (۱۸)

(الف) مسلمان ہو کافر نہ ہو،
(ب) نیک عمل ہو فاسق معلن نہ ہو،
(ج) علمی اور عملی قابلیتوں میں ممتاز سمجھا جاتا ہو،
(د) اپنے زمانہ کی سیاست سے اتنا واقف ہو کہ داخلی اور خارجی فتنہ کی روک تھام کر سکے۔ (النساء آیت:۵۹، ۷، البقرہ آیت:۱۲۴)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

کیا کسی عورت کا بادشاہ ہونا یا کسی قوم کا امیر وامام ہونا جائز ہے؟

مسئلہ: صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے ملک کا بادشاہ کسریٰ کی بیٹی کو بنا دیا ہے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے اپنے اقتدار کا مالک عورت کو بنا دیا۔

اسی لئے علماء امت اس پر متفق ہیں کہ کسی عورت کو امامت وخلافت یا سلطنت وحکومت سپرد نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ نماز کی امامت کی طرح امامت کبریٰ بھی صرف مردوں کو سزاوار ہے۔رہا بلقیس کا ملکہ سبا ہونا تو اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوسکتا۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے خود نکاح کیا اور پھر اس کو حکومت وسلطنت پر برقرار رکھا اور یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں جس پر احکام شرعیہ میں اعتماد کیا جا سکے۔

(مسائل معارف القرآن صفحہ ۹۱)

مغربی جمہوریت اور اسلامی شورائیت میں فرق

تمام جمہوری ملکوں کی اسمبلیاں اور ان کے ممبران بالکل آزاد اور خود مختار ہیں۔محض اپنی رائے سے جو چاہیں اچھا یا برا قانون بنا سکتے ہیں۔اسلامی اسمبلی اور اس کے ممبران اور منتخب کردہ امیر سب اس اصول وقانون کے پابند ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو ملا ہے اس اسمبلی یا مجلس شوریٰ کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں اور جس شخص کو یہ منتخب کریں اس کے لئے بھی کچھ حدود وقیود ہیں پھر ان کی قانون سازی بھی قرآن وسنت کے بیان کردہ اصول کے دائرہ میں ہوسکتی ہے اس کے خلاف کوئی قانون بنانے کا ان کو کوئی اختیار نہیں۔

(معارف القران ج۱ صفحہ ۱۸۶)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

اسلامی حکومت ایک شورائی حکومت ہے

اسلامی حکومت ایک شورائی حکومت ہے، امیر کا انتخاب مشورے سے ہوتا ہے۔ خاندانی وراثت سے نہیں۔ آج تو اسلامی تعلیمات کی برکت سے پوری دنیا میں اس اصول کو مانا جا چکا ہے۔ شخصی بادشاہتیں بھی طوعاً وکرہاً۔ لیکن موجودہ طرز کی جمہوریتیں چونکہ بادشاہی ظلم وستم کے ردعمل کے طور پر وجود میں آئیں تو وہ بھی اس بے اعتدالی کے ساتھ آئیں کہ عوام کو مطلق انسان بنا کر پورے آئین حکومت اور قانون مملکت کا ایسا آزاد مالک بنایا کہ ان کے قلب ودماغ، زمین وآسمان اور تمام انسانوں کے پیدا کرنے والے خدا اور اسکی اصلی مالکیت وحکومت کے تصور سے بھی بیگانہ ہو گئے اب ان کی جمہوریت خدا تعالیٰ کے بخشے ہوئے عوامی اختیار خدا تعالیٰ کی عائد کردہ پابندیوں کو بھی خاطر انصاف تصور کرنے لگے۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو معارف القرآن: جلد ا، ص ۲۲۳ تا ۲۲۶)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ایڈمن
محمد طلحہ نذیر

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

شریعت و سیاست

(حصہ دوم)

از افادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ

ترتیب

حضرت الحاج محمد اقبال قریشی صاحب مدظلہم

خلیفہ مجاز مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع قدس سرہٗ

و خلیفہ مجاز حضرت حاجی محمد شریف صاحب قدس اللہ سرہٗ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

(ناشر)

ادارہ اسلامیات کراچی ۔ لاہور

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصولِ اقتدار کے لئے حدودِ شریعت کا تحفظ شرط ہے

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر اختیار ایسا ہی سستا ہے کہ ہر مقصود کے لئے اس کا استعمال جائز ہو اس میں کوئی قید ہی نہ ہو تو اس درجہ میں تو حکومت بھی اختیاری ہے۔ آزادی حاصل کریں یا بعنوان دیگر آج کل کی اصطلاح میں قربانی کریں اور یہ قربانی ایسی ہے کہ ذی الحجہ سے پہلے ذیقعدہ میں بھی ہو سکتی ہے مگر یہ دیکھ لیں کہ یہ حکومت دین کی ہو گی یا بد دینی کی جس کا معیار حق تعالیٰ کے فرمان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ **الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللّٰہ عاقبۃ الامور.**

یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں۔ اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

اگر ایسی نیت ہے تو کوشش کریں یعنی حدود شریعت کا تحفظ شرط ہے مگر اب تو ایسا اطلاق ہو رہا ہے کہ شریعت کے خلاف ہو یا موافق (اس کی پرواہ ہی نہیں) تو ایسی حکومت تو فرعون اور شداد کو بھی حاصل تھی حکومت سے اصل مقصود اقامت دین ہے اور یہ تدابیر اس کے اسباب ہیں اگر دین مقصود نہیں جیسا آج کل کی حالت سے ظاہر ہے تو لعنت ہے ایسی حکومت پر۔ **(الافاضات الیومیہ: ج۴، ص۴۲۷)**

سلطنت سے متعلق ایک انگریز کی شہادت

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں نے ایک انگریز کا قول دیکھا ہے وہ کہتا ہے

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

کہ بغیر حنفی مذہب کے سلطنت چل نہیں سکتی کیونکہ اس قدر توسع اور مراعات مصالح دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتیں مگر باوجود اتنے توسع کے پھر بھی وجدان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرات اس وقت ہوتے تو اس زمانہ کی حالت پر نظر کر کے غالباً اور توسع کرتے مگر ہماری تو ہمت نہیں پڑتی اپنے اندر قوت اجتہاد بھی نہیں پھر نا اہلوں سے بھی ڈر لگتا ہے نہ معلوم کیا گڑ بڑ شروع کر دیں۔ یہ تو بدون اہل فتوے کے توسع ہی کے حدود سے نکل کھڑے ہوئے پھر اس کی مثال میں کہ بعض جزئیات میں غالباً زیادہ توسع فرماتے یہ فرمایا کہ مثلاً اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت دارالحرب میں رہتی ہو تو اس کے متعلق بعض ابواب سیاسیہ میں کیا احکام ہیں مفصل مستقل طور پر مدون نہیں اور اس کا ذکر غالباً اس وجہ سے نہیں فرمایا کہ ان حضرات کو اس کا وہم گمان بھی نہ تھا کہ کبھی ایسا ہوگا کہ مسلمان کفار کے ماتحت ہونگے باقی تفصیل واستقلال کی نفی سے نفس احکام کا غیر مذکور ہونا لازم نہیں آتا اور وہ بھی کافی ہے اس کے کافی ہونے کے بعد اب کسی کے اجتہاد کی ضرورت نہیں اب ایسوں کے لئے اپنی رائے سے فتوے دینے سے سکوت ہی اسلم ہے کیونکہ بعض سکوت کبھی بعض نطق سے اچھا ہوتا ہے۔

اس پر ایک حکایت یاد آئی ایک بہو کسی گھر میں بیاہی ہوئی آئی مگر بولتی نہ تھی ساس نے کہا کہ بہو بولتی کیوں نہیں کہا کہ اماں نے منع کر دیا ہے ساس نے کہا کہ ماں تو تیری بیوقوف ہے تو بولا کر بہو کہتی ہے کہ بولوں کہا کہ ضرور بول، بہو کہتی ہے کہ اگر تمہارا بیٹا مر گیا تو مجھ کو بیوہ بٹھائے رکھو گی یا کہیں نکاح کر دو گی ساس نے کہا کہ تیری ماں نے ٹھیک کہا تھا تو تو خاموش ہی اچھی، یا تو بہو بولتی نہ تھی اور بولی تو یہ نور برسائے۔ یہی حالت ہے اکابر کے اصول کو چھوڑ کر نئے لوگوں کے بولنے کی۔

(الافاضات الیومیہ: ج۴ص۲۷۶)

امر خلافت کے لئے قوت امیر المؤمنین کی ضرورت ہے

مسئلہ خلافت کے متعلق فرمایا کہ جو کام اس وقت اٹھا ہے اس میں ضرورت

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

ہے اتفاق کی حدوثاً بھی بقاءً بھی۔ اول تو مجھ کو حدوث اتفاق ہی میں کلام ہے۔ لیکن اگر علیٰ سبیل التنزل مان بھی لیا جاوے تو بقاء کا کون ذمہ دار ہے اس لئے کہ بقاء کے لئے صرف ارادت کافی نہیں بلکہ قہر وقوت کی ضرورت ہے اور وہ قوت امیر المومنین ہے اور اس وقت مسلمانوں کا کوئی امیر یا سردار نہیں جو ان کی قوت کو ایک مرکز پر جمع رکھ سکے جو روح ہے اس کام کے کرنے کی تو خلاصہ شرط یہ ٹھہرا کہ مسلمانوں کا کوئی امیر المومنین ہو۔ اصول شرعیہ کے ماتحت ہو کر کام کرو۔ جوش سے کام مت لو۔ ہوش سے کام لو جوش کا انجام خراب نکلے گا۔ حدود شرعیہ کی حفاظت رکھو۔ حضرات صحابہؓ تو عین قتال کے وقت بھی حدود کی حفاظت اور رعایت فرماتے تھے جس پر آج ہم کو فخر ہے۔ اگر دین نہ رہا اور احکام اسلام پامال کر کے کوئی کام بھی کیا تو وہ کام پھر دین کا نہ ہوگا۔ کیا یہ دین کی خیر خواہی اور ہمدردی کہلائی جا سکتی ہے اجی جان دینا تو مشکل نہیں مگر یہ تو اطمینان ہو کہ اپنے مصرف پر گئی جان بھی کمبخت دی اور خلجان مول لیا کہ جس کام کے لئے جان دی ہے وہ دین ہے یا نہیں یوں ہی بیٹھے بٹھلائے جا کر جان دینا کون سی انسانیت ہے عوام کے بھروسہ جبکہ ان میں دین بھی پورا نہ ہو کسی ایسے کام میں ہاتھ ڈالنا نہایت خطرناک بات ہے اور یہ خطرہ دنیا ہی کے لئے نہیں بلکہ اس کا اثر دین پر بھی ہوگا اور یہ نہایت قوی اندیشہ ہے۔ (**ملفوظات کمالات اشرفیہ: ص۲۰۶**)

مزاح حاکم کے وقار کے خلاف ہے

فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر حضرت علیؓ میں مزاح نہ ہوتا تو میں اپنی حیات ہی میں ان کو خلیفہ بنا دیتا مزاح سے وقار جاتا رہتا ہے۔ حضرت علیؓ خوش مزاج بہت تھے اکثر ہنستے بولتے رہتے تھے اور یوں سب ہی حضرات صحابہ خوش مزاج تھے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو شعر بھی دیکھے ہیں۔

ابو بکر حبا فی اللّٰہ مالا واعتق من ذخائرہ بلا لا
وقد واسی السبی بکل فضل واسرع فی اجابۃ الٰہ

(شانِ صحابہؓ)

کافر سیاست دان کی اقتداء کی مثال

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر ایک شخص سیاست کا ماہر ہے مگر ہے کافر اگر اس میں اس کی اقتداء کر لی جائے کیا حرج ہے۔ فرمایا کہ اس کی بالکل ایسی مثال ہے اگر کافر نماز خوب جانتا ہو اور مسلمان نہ جانتا ہو تو کیا اس کافر کی اقتداء جائز ہے شبہ کا منشا یہ ہے کہ سیاست کو لوگ دین نہیں سمجھتے خود یہی سخت غلطی اور جہل اعظم ہے سیاست بھی تو دین ہی ہے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ اسلام نے سیاست کی تعلیم نہیں کی سو یہ کتنی بڑی تحریف ہے پھر دین میں کافر کی اقتداء کرنا کیا معنی نیز کیا اس میں اسلام اور مسلمانوں کی اہانت نہیں ہے اور کیا کوئی شخص کہیں یہ بات دکھلا سکتا ہے کہ اس طرح سے اسلام اور مسلمانوں کی اہانت کرانا اور ان کو ذلیل کرانا جائز ہے اور کیا مسلمانوں میں ایسا کوئی نہیں کہ وہ سیاست جانتا ہو البتہ اس طریق سے ان کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں کہ کافر تابع ہوں اور مسلمان متبوع اور یہاں بالکل عکس ہے کہ مسلمان تابع اور کافر متبوع اور مجھ کو عوام کی اور لیڈروں کی شکایت نہیں وہ تو جہل میں مبتلا ہیں ہی شکایت تو علماء کی ہے کہ وہ اس غلطی میں پھنس گئے حق تعالیٰ ہدایت فرمائیں اور جہل سے محفوظ رکھے مجھ کو ایسی باتیں سن کر بیحد قلق اور صدمہ ہوتا ہے جب لکھے پڑھوں کی نسبت سنتا ہوں کہ وہ ایسی خرافات کے حامی اور دلدادہ ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عجیب بات ہے کہ خسران کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ ہو رہا ہے۔ **(الافاضات الیومیہ: ج۳ص۱۶۹)**

جمہوریت کی نحوست

ایک صاحب نے طبی کالج کے طلباء کا ذکر کیا کہ بڑے ہی آزاد ہیں چھوٹے بڑے کی وہاں پر کوئی پرشش ہی نہیں استادوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ ہے۔ فرمایا کہ اب تو چھوٹے بھی بڑوں کا اتنا ادب نہیں کرتے جتنا پہلے بڑے چھوٹوں کا ادب کرتے تھے اور آج کل نہ استاد کی پروا ہے نہ باپ کی نہ پیر کی عجیب گڑبڑ پھیل رہی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا سے خیر و برکت اٹھتی چلی جا رہی ہے۔ جمہوریت جمہوریت گاتے پھرتے ہیں

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

یہ سب اسی کی نحوست ہے کہ نہ چھوٹے چھوٹے رہے نہ بڑے بڑے رہے اور علاوہ ان آثار کے خود مقصود کے اعتبار سے بھی یہ جمہوریت ایک کھیل ہے جو قوت شوکت ہیبت شخصیت میں ہے، جمہوریت میں خاک بھی نہیں اور ہو بھی کیسے محکومین سمجھتے ہیں کہ آج ایک پریسیڈنٹ ہے کل کو بدل دیا جائے گا۔ یہ انتخاب کی برکات اور جمہوریت کے کرشمے ہیں اس میں نہ مستحکم انتظام ہوسکتا ہے نہ وزنی کام ہوسکتا ہے بخلاف شخصیت کے کہ وہ بڑی برکت کی چیز ہے مگر عجیب عقلیں ہیں تجربہ کررہے ہیں کھلی آنکھوں مشاہدہ ہورہا ہے مگر باز نہیں آتے اسی بے حسی کا کسی کے پاس کیا علاج اور پھر اس پر بھی بس نہیں شخصیت کو خلاف حکمت بتلاتے ہیں عجیب تماشا ہے۔ (الافاضات الیومیہ: ج۵ص۱۵۱)

وبالِ جان سلطنتیں

جس سلطنت میں رضائے حق نہ ہو وہ وبالِ جان ہیں۔ یاد رکھو سلطنت مقصود بالذات نہیں بلکہ اصل مقصود رضائے حق ہے اگر ہم سے خدا راضی نہ ہو تو ہم سلطنت کی حالت میں فرعون ہیں اور لعنت ہے ایسی سلطنت پر جس سے ہم فرعون کے مشابہ ہوں اگر سلطنت مقصود بالذات ہوتی تو فرعون وہامان وشدّاد بڑے مقرب ہونے چاہئیں حالانکہ وہ مردود ہیں معلوم ہوا کہ سلطنت وہی مطلوب ہے جس میں رضائے حق بھی ساتھ ساتھ ہو اور جس سلطنت میں رضائے حق نہ ہو وہ وبالِ جان ہے۔

(اشرف الجواب حصہ سوم مجلد ص ۴۴۵)

سلطنت کے چند انتظامی امور

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ بہت سے انتظامی کام حکومت ہی کرسکتی ہے ایسے کام اسی ہی کے کرنے کے ہیں مثلاً باجے گاجے اگر حکومت چاہے بند کرسکتی ہے رہا کتوں کے متعلق اول تو پالنے کی ممانعت ہوسکتی ہے اور اگر ضرورت کے موقع کا استثناء بھی ہو تو قیود کے ساتھ ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہ باندھ کر رکھو اس لئے کہ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

اندھیرے میں ستاتے ہیں کسی کا دامن پکڑ لیا، پیر پکڑ لیا وغیرہ۔

(الافاضات الیومیہ: ج۴ص ۱۱۴)

اقتدار کفار کا سبب مسلمانوں کی نالائقی ہے

فرمایا کہ یہ سمجھنا ہی غلط ہے کہ کفار ہم پر سلطنت کر رہے ہیں (قیام پاکستان سے قبل کا ملفوظ ہے) اور ان میں کوئی لیاقت ہے بلکہ ہمارے اندر نالائقی ہے اس وجہ سے مسلط کر دیئے گئے ہیں اگر وہ نالائقی دور ہو جائے پھر وہی معاملہ ہے۔آج امریکہ کا اسلامی ممالک اور مسلمانوں پر تسلط وظلم کا سبب یہی ہے۔(انفاس عیسٰی ج۲ص ۶۱۴)

ظلم زوال سلطنت کا موجب ہے

فرمایا کہ کفر سے سلطنت کو زوال نہیں ہوتا ظلم سے زوال ہوتا ہے۔

(کمالات اشرفیہ ص۸۹ ،الافاضات ص۳۹)

ترکِ موالات اور اپنی حالت

ارشاد فرمایا کہ یہیں پر اس زمانے میں علی گڑھ کا ایک طالب علم آیا جو عصر کے وقت آیا مگر نماز نہیں پڑھی،اس نے مجھ سے ترکِ موالات ہی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہا تھا میں نے کہا پہلے تو اپنی خبر لو انگریزوں سے تو ترکِ موالات اس لئے کیا تھا کہ ترکوں سے لڑے مگر نماز جو نہیں پڑھی تو خدا سے ترک موالات کیوں کیا اس لئے کہ اس نے انگریزوں کو غلبہ دیا؟۔(الافاضات الیومیہ ج۱ص ۳۷، ۳۸)

زمانہ تحریکات میں غیر ملکی کپڑے نہ پہننے کا استدلال

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ زمانہ تحریک میں ایک استدلال یہ کیا گیا تھا کہ بدیشی کپڑا پہننا اس لئے حرام ہے کہ اس میں سور کی چربی استعمال کی جاتی ہے میں کہتا

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ہوں کہ اگر اس روایت کو صحیح بھی مان بھی لیا جائے تو زائد سے زائد یہ لازم ہوگا کہ بدون دھوئے ہوئے مت پہنو یہ کیسے کہہ دیا کہ یہ بالکل حرام ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج۲ص۱۴۹)

غیر مشروع سیاسی تدابیر

سیاسی تدابیر جو خلافِ شرع ہوں مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہوتیں کفار کے لئے مفید ہوں تو اس سے دھوکہ نہ کھائیں

ارشاد فرمایا کہ سیاسی تدابیر جو کفر و اسلام سے مرکب ہوں جب اس کو کفار اختیار کرتے ہیں تو اسلام سے قریب ہوتے ہیں اس لئے کامیاب ہوتے ہیں اور جب مسلمان ان تدابیر کو اختیار کریں تو کفر کے قریب ہوتے ہیں اس لئے ناکام ہوتے ہیں۔ مسلمان قوم کا ایک خاص مزاج ہے اس کو کفار کی اقوام کے مزاج پر قیاس کرنا ایسا ہی غلط ہے جیسا ایک ''بوجھ بجھکڑ کا قیاس'' مشہور ہے کہ:

گاؤں کا ایک آدمی کھجور کے درخت پر چڑھ گیا اور اب وہاں سے اترنا چاہا تو گرنے کا خطرہ ہوا۔ شور مچایا کہ لوگو میری جان بچاؤ۔ کسی طرح یہاں سے اتارو۔ لوگ جمع ہو کر اپنے بوجھ بجھکڑ کے پاس گئے اور تدبیر پوچھی اس نے کہا کہ ایک مضبوط لمبا رسا بنالو اور درخت کے اوپر پھینک دو۔ اس شخص سے کہو کہ اپنی کمر میں باندھ لے پھر تم سب مل کر جھٹکا دو وہ نیچے آجاوے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سب عقلمند ہی لوگ جمع تھے اس کے کہنے پر پورا عمل کیا۔ کھجور پر چڑھا ہوا انسان ایک منٹ میں نیچے آرہا مگر ہڈی پسلی کوئی سالم نہ رہی اور دم توڑ دیا۔ یہ لوگ اپنے مرشد بوجھ بجھکڑ کے پاس دوڑے کہ وہ تو مر گیا۔ بوجھ بجھکڑ صاحب نے فرمایا کہ میں اس کو کیا کروں اس کی موت آگئی تھی اسے کون بچا سکتا تھا۔ ورنہ میری تدبیر تو بالکل سلامتی کی یقینی تھی۔ میں نے اسی تدبیر سے بہت سے کنویں میں گرے ہوئے لوگوں پر استعمال کر کے ان کی جان بچائی ہے۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

بوجہ بجھکڑ نے کنویں کی گہرائی پر کھجور کی بلندی کو قیاس کرلیا اور اس غلط قیاس کا نتیجہ سامنے آ گیا۔

اسی طرح مسلمان اللہ کے نزدیک بلندی پر ہیں، کفار پستی میں ہیں۔ ان دونوں کی نجات کے لئے ایک ہی تدبیر مفید ہونا ضروری نہیں۔

(مجالس حکیم الامتؒ، ص ۷۷)

سیاسی مصلحت کی خاطر شریعتِ مقدسہ میں تحریف

فرمایا کہ شورش کے زمانہ میں یہاں تک نوبت آ گئی تھی کہ ایک بہت بڑے علامہ نے اسی زمانہ میں مجھ سے بیان کیا تھا فرماتے تھے کہ ہمارے یہاں ایک فتویٰ آیا کہ ولائتی کپڑا پہننا جائز ہے یا نہیں اب اگر یہ لکھا جاتا ہے کہ جائز ہے تب تو اپنے مقاصد میں خلل آتا ہے اور ناجائز کیسے کہیں کیونکہ واقع میں تو جائز ہی ہے اس لئے اس کے خلاف بھی نہیں کرسکتے تو اب کیا کریں فرماتے تھے کہ یہ جواب دیا گیا ہے کہ ولائتی کپڑا پہننا قابل مواخذہ ہے اور کہنے لگے کہ اس لکھنے میں حکمت یہ تھی کہ وہ تو یہ سمجھیں کہ خدا کے یہاں کا مواخذہ ہوگا اور ہم یہ سمجھیں کہ اپنے دوستوں کا مواخذہ ہوگا۔ میں نے کہا مولانا توبہ کیجئے یہ تو شریعت مقدسہ میں تحریف ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔ فرمایا کہ ایسی ایسی باتیں سن کر دل کانپ جاتا تھا کہ اے اللہ دین کا ان لوگوں کے دلوں سے احترام ہی جاتا رہا۔ حضرت عوام کی شکایت کی جائے تو بوجہ جہل کے ایک درجہ میں معذور بھی سمجھے جاسکتے ہیں مگر ان لکھے پڑھے جنوں کو کوئی کیا سمجھاوے۔ اللھم احفظنا۔

سیاسی مصلحت کی بناء پر بہتان سے گریز کی ضرورت

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ بعض احمقوں نے زمانہ تحریک خلافت میں مجھ پر یہ بہتان باندھا کہ اس کو گورنمنٹ سے تین سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے ایک شخص نے بڑا معقول جواب دیا۔ اس سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ گورنمنٹ سے خوفزدہ تو نہیں ورنہ گورنمنٹ دباؤ

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

سے کام لیتی اور تنخواہ نہ دیتی لیکن اس سے طمع معلوم ہوتی ہے اب طمع کی جب یہ حالت ہے تو تین سو سے زائد کردیا کرو جب تو تمہارے ساتھ ہوجائیں گے ورنہ حقانیت معلوم ہوجائے گی۔

ایک صاحب سے ایک اور شخص نے میرے متعلق یہ ہی کہا کہ تنخواہ پاتے ہیں۔انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تم کو اس پر یقین ہے کہ یہ صحیح ہے ایمان سے کہنا کہا کہ بلکہ یہ یقین ہے کہ یہ بالکل جھوٹ بات ہے انہوں نے کہا کہ پھر کیوں ایسا کہتے ہو کہنے لگے کہ اپنی آواز کو زوردار بنانے کے لئے یہ دین ہے ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائیں۔(الافاضات الیومیہ ج۱ص۲۲۱،۲۲۲)

سلطنت کا مقصود

فرمایا حکومت سے حاصل یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کو راحت ملے کسی پر ظلم نہ ہو مگر آج کل جو حکومت کی ہوس کر رہے ہیں ان کو اس کی فکر ہی نہیں بس سوراج سوراج پکار رہے ہیں۔ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہی دیکھ لیجئے اگر دو چار کرسیوں پر بیٹھ کر اینٹھ گئے تو کیا ہوا جن محکومین کو ان سے سابقہ پڑتا ہے ان سے پوچھئے کہ ان غریبوں کی کیا گت بن رہی ہے۔بزعم خود ان لوگوں کو اب تو کرسی ملی ہے تھوڑے دنوں میں سمجھتے ہیں کہ عرش مل جائے گا۔پھر اگر خود حکومت ہی مقصود بالذات ہے اور سلطنت ہی کامیابی مطلوب کی دلیل ہے تو فرعون،نمرود،شداد،قارون یہ سب کامیاب تھے۔سلطنت ان کو حاصل تھی مگر حقیقت میں نری حکومت اور سلطنت سے کیا حاصل دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ مخلوق کو بھی راحت ملی یا نہیں سو اس کا مدت سے کہیں نام و نشان بھی نہیں۔چنانچہ حضرات صحابہ نے جس وقت تلوار اٹھا کر قیصر و کسریٰ کے ملک کو فتح کیا۔جہاں جہاں پہنچے لوگ دعائیں دیتے تھے کیونکہ سابق سلاطین کے ظلم سے لوگ عاجز آگئے تھے سو جیسی سلطنت حضرات صحابہ نے کی کوئی بھی نہیں کرسکا۔(الافاضات الیومیہ ج۱ص۴۹۵)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

سیاسی تحریکات میں ہمیشہ مکی، مدنی نمونہ مدنظر رکھو

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ تحریکات حاضرہ میں بڑا ہی ہڑبونگ لوگوں نے مچایا باوجود اس کے کہ باب فتن حدیث شریف میں موجود ہے اور تمام احکام بالتصریح مذکور ہیں اور دونوں نمونے حضور پر گذرے ہیں پھر زیادہ کلام کی گنجائش کہاں ہے بس یہ دیکھنا کافی ہو کہ اگر مظالم سے بچنے پر قادر نہیں ہو اپنے کو مکی سمجھو اور صبر کرو اور اگر قادر ہو مدنی سمجھو اور قدرت سے کام لو مگر اب تو یہ ہو رہا ہے کہ یا تو مکی کی جگہ مکھی اور ذلیل بنیں گے اور یا مدنی کی جگہ بدنی اور پہلوان بنیں گے اور خطرات میں پھنسیں گے شارع نے ہر چیز کا انتظام کیا ہے۔ اسی کو سمجھ کر فقہاء نے یہاں تک کیا ہے کہ سردی اور گرمی میں استنجے کے ڈھیلے لینے تک کا طریقہ بتلایا ہے حقیقت میں امت پر بیحد شفقت کی ہے۔ اور حضرت باپ اگر اپنے بچے کو نہ سکھلاوے تو کون سکھاوے بہت امور بدون تعلیم محض طبعی طور پر معلوم نہیں ہو سکتے تھے مثلاً پیشاب پائخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرو۔ کس چیز سے استنجاء کرو۔ آبدست کس طرح لو یہ چیزیں تو سکھلانے ہی کی تھیں۔

(الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۴۶)

سیاسی اختلاف میں حدود سے تجاوز مذموم ہے

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ زمانہ تحریک میں لوگوں نے ستانے میں کونسی کسر اٹھا رکھی تھی جو کچھ نہ کہنا تھا کہا جو کچھ نہ کرنا تھا کیا میں تو خدا کے سپرد کر کے بالکل مطمئن ہو چکا تھا۔ ایک روز مسلمانوں کی موجودہ حالت کا مجھ پر اس قدر اثر ہوا کہ کھانا تک تلخ معلوم ہونے لگا۔ اسی روز اپنی ایک حالت کا غلبہ ہوا کہ تمام دنیا ایک طرف جا رہی ہے اور اس میں علماء بھی بکثرت شریک ہیں کہیں میں ہی تو غلطی پر نہیں اس حالت کا اس قدر سخت غلبہ تھا کہ اس روز کھانا بھی نہیں کھایا گیا عشاء کی نماز پڑھ کر مکان پر پہنچا، چارپائی پر بیٹھ کر لیٹنے کا ارادہ تھا کہ دفعتہً زبان پر یہ جاری ہو گیا اب چاہے اس کو وارد سے تعبیر کر

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

لیا جائے۔[۱] امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعدالموت بعدالموت پر قلب میں ڈالا گیا کہ تم تو بعدالموت کے لئے تیاری کر رہے ہو ان دنیا کے ذرا ذرا سے فتنوں سے کیوں ڈرتے ہو اور مشوش ہوتے ہو بعد الموت جو واقعات پیش آنے والے ہیں ان کے سامنے ان کی حقیقت ہی کیا ہے مثلاً جان کنی ہے۔قبر ہے۔میدان محشر ہے۔میزان عدل ہے۔پل صراط ہے۔بس اسی وقت قلب کو سکون ہو گیا پھر تو چین سے کھاتا تھا چین سے سوتا تھا۔یہاں تک لوگوں نے ستانے اور ایذا پہنچانے کی کوشش کی کہ بھنگن تک سے کہا گیا کہ تو اس گھر کمانا چھوڑ دے اس نے جواب دیا کہ چاہے تمام قصبہ چھوٹ جائے مگر یہ گھر نہیں چھوٹ سکتا یہ سب خدا کی طرف سے فضل تھا ورنہ عنایت فرماؤں کی عنایتوں کا کوئی حد و حساب ہی نہ تھا اب کیا کہا جاوے وہ قصہ ہی ختم ہو چکا غالب نے خوب کہا ہے۔

سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالب
خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے

میں تو سب کو دل سے معاف کر چکا ہوں۔ہاں جن لوگوں نے ستایا سب وشتم کیا بہتان باندھے ان سے خصوصیت کے تعلقات نہیں رکھ سکتا عام مسلمانوں کا سا تعلق رہے گا۔دل ملنا مشکل ہے ایک بات ہو تو عرض کی جاوے۔قتل کی دھمکیاں الگ تھیں۔خانقاہ خالی کرانے پر زور دینے کے الگ منصوبے ہو رہے تھے۔نماز پیچھے نہ پڑھنے کا اعلان الگ تھا۔سی آئی ڈی سے تنخواہ پانے کی شہرت الگ دیجارہی تھی اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ کو کسی کے دروازہ پر جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی ان ہی لوگوں کو یہاں پر بھیج دیا اور قریب قریب سب نے معافی کی درخواستیں کیں

[۱] ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور اس کے سب رسولوں پر اور قیامت پر اور تقدیر کی ہر بھلائی اور برائی پر کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور بعد موت کے اٹھائے جانے پر۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

میں نے اس نیت سے سب کو معاف کر دیا کہ میں بھی اللہ کا قصوروار ہوں شاید وہ بھی مجھ کو معاف کر دیں۔ **(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۹۴، ۹۵)**

اسی ضمن میں فرمایا ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ زمانہ تحریک بوجہ اہمال احکام کے بڑے فتنہ کا زمانہ تھا میں نے تو صاف بذریعہ اشتہار اعلان کر دیا تھا کہ یہ تحریک فتنہ ہے اس اعلان ہی کی وجہ سے زیادہ دشمنی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگئی تھی اس لئے کہ وہ اس کو دین سمجھ رہے تھے میں نے فتنہ کہہ دیا بعض لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ معترضین یوں کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے لاکھوں مخلوق بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے سن کر کہا کہ بالکل غلط ہے میں ہی لاکھوں مخلوق کی مصلحت کی وجہ سے بیٹھا ہوا ہوں اور اس کی شرح یہ ہے کہ اگر بروز قیامت حق تعالیٰ نے مجھ سے سوال فرمایا کہ جس مسئلہ کو تو سمجھا نہ تھا اس میں کیوں شرکت کی جس کی وجہ سے ہماری لاکھوں مخلوق تباہ اور پریشان ہوئی تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں باقی ان عوام شرکاء میں زیادہ وہ لوگ ہیں جن کو نہ عاقبت کی فکر نہ خدا کا دل میں خوف نہ اللہ، رسول سے محبت بس ایک ہی چیز دل میں بسی ہوئی ہے یعنی دنیا اور اس کی ترقی۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ترقی کے کچھ حدود بھی ہیں یا نہیں کیونکہ ایسی ترقی کہ جس میں نہ حدود کے تحفظ کا کوئی خیال ہو نہ احکام پر عمل کرنے کی کوئی پروا ہو ایسی ترقی کیا ترقی ہے۔ میں ایک مرتبہ لکھنؤ ایک وعظ میں جس میں نئے تعلیم یافتہ اور بیرسٹر اور وکلاء کا زیادہ مجمع تھا بیان کیا تھا کہ ترقی ترقی گاتے پھرتے ہو آخر اس کے کچھ حدود بھی ہیں اور اس کا کوئی معیار بھی ہے یا نہیں کیا ہر ترقی کو گو اس کے نہ اصول ہوں نہ قواعد سب ہی کو محمود سمجھتے ہو اگر یہ بات ہے تو پھر مرض کی وجہ سے جو مریض کے جسم پر ورم ہو جاتا ہے جس سے وہ فربہ نظر آنے لگتا ہے ڈاکٹروں اور طبیبوں سے اس کا علاج کیوں کراتے ہو اور اس کو کیوں مذموم سمجھتے ہو وہ بھی تو ایک ترقی کی قسم ہے اس بیان کا ان لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ **(الافاضات الیومیہ: ج ۴ ص ۱۲۷)**

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

زمانہ تحریک خلافت میں حضرت حکیم الامتؒ کو دینی نفع

فرمایا کہ زمانہ تحریک خلافت میں ہر قسم کے الزامات اور بہتان میرے سرتھوپے گئے۔ میں نے کہا کہ کہہ لو بھائی جوتمہارا جی چاہے اللہ سے معاملہ ہے وہ تو دیکھ رہے ہیں۔ تمہارے برا بھلا کہنے سے ہوتا کیا ہے اور میرا ضرر ہی کیا ہے بلکہ اس صورت میں نفع کی تو توقع ہے کہ کچھ نیکیاں مل جائیں الحمدللہ مجھے ان قصوں میں کسی سے بغض نہیں ہوا البتہ شکایت ضرور ہوئی وہ بھی دوستوں سے غیروں سے وہ بھی نہیں۔ میں نے سب کو دل سے سب معاف کر دیا تھا جو کچھ کہہ چکے وہ بھی اور جو آئندہ کہو وہ بھی میری وجہ سے اگر کسی مسلمان کو عذاب ہوا تو میرا کیا بھلا ہوگا اور معافی میں تو مجھے امید ہے کہ حق تعالیٰ میرے اوپر رحم فرمادیں۔ یہاں تک نوبت آ گئی تھی کہ چاروں طرف سے دھمکی کے خطوط آتے تھے۔ ایک مقام سے خط آیا کہ آپ کی خاموشی عنقریب آپ کے چراغ زندگی کو خاموش کردے گی۔ میں نے ردی میں ڈال دیا اور ہود علیہ السلام کا یہ قول یاد آیا۔

فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون انی
توکلت علیٰ اللّٰہ ربی وربکم الخ[1]

مجھے بحمداللہ ان واقعات سے بہت نفع ہوا ایک حالت تو یہ ہوئی کہ پہلے دنیا سے طبعی نفرت نہ تھی ان واقعات سے طبعی نفرت ہوگئی مخلوق سے نظر بالکل اٹھ گئی اور ایک حق تعالیٰ کی یہ نعمت ہے کہ اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے دو ملک ہیں۔ ایک دنیا ایک آخرت مالک کو اختیار ہے کہ اپنی رعیت کو جہاں چاہے بسادے چنانچہ ایک وقت تک دنیا میں بساتے ہیں۔ دوسرے وقت آخرت میں بسادیں گے۔

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تحریک خلافت کا زمانہ نہایت ہی پرفتن زمانہ تھا بڑے بڑے پھسل گئے عجیب ایک ہڑبونگ مچا ہوا تھا حق و باطل میں بھی امتیاز نہ رہا تھا۔

---

[1] سوتم مل کر میرے ساتھ داؤ گھات کرلو۔ پھر مجھ کو ذرا مہلت نہ دو۔ میں نے اللہ پر توکل کرلیا ہے جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

اول اول جبکہ کسی شق کی کوئی دلیل ذہن میں نہ تھی بڑی ہی کشمکش رہی کیونکہ اہم مسئلہ تھا پھراس میں اپنے بعض بزرگ بھی شریک تھے تو اتنی جلدی اس میں کیسے شرح صدر ہو سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور امداد فرمائی سب سے اول یہ بات سمجھ میں آتی تھی کہ اگر کوئی کام کیا بھی جائے تو کس کے بھروسہ، مسلمانوں میں اس وقت دونوں قوتیں مفقود ہیں نہ تو مالی ہی حالت درست ہے نہ ایمانی اور روحانی ہی قوت ان کے اندر ہے تو ایسی حالت میں شرکت کرنا اپنے کو خطرہ میں ڈالنا ہے جس کے متعلق حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

لاتلقوا بایدیکم الی التهلکة

یعنی اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

پھراس کے بعد ان لوگوں کا طریق کار دیکھا تب معلوم ہوا کہ کثرت سے اس میں وہ لوگ شریک ہیں کہ دین ہی مقصود نہیں محض دنیاوی اغراض پیش نظر ہیں نیز اس کے ساتھ ہی ہندوؤں سے ایسا اتحاد کر رہے ہیں کہ جیسے ہندو اصل ہیں اور مسلمان تابع پھر یہ دیکھ کر تو اس تحریک سے انقباض کا درجہ پیدا ہو گیا اس وقت اکثر کو حدود کی قطعاً پروانہ تھی مسائل شرعیہ کو کھیل بنا رکھا تھا اور قرآن وحدیث کو ایک طاغوت کے اقوال کا تختہ مشق بنا دیا گیا تھا اور چونکہ اس تحریک کا بانی وہ طاغوت ہی تھا جو بدنیت بددین ہے پھر اس تحریک میں خیر و برکت کہاں بھلا جو شخص توحید اور رسالت کا منکر ہو پھر وہ مسلمانوں اور اسلام کا ہمدرد بھی ہو عجیب معما ہے ان لوگوں کی عقلیں خدا معلوم کہاں جاتی رہیں تھیں۔ دیکھئے آخر اس کے جذبات کا پتہ اب تو چل بھی گیا حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا کس قدر ہمدرد اور خیر خواہ ہے اسی پر دوسروں پر الزام تھا کہ تحریک، میں شرکت نہیں کی تم کو تو آج تجربہ کے بعد اس کی بدنیتی معلوم ہوئی مگر دوسروں کو اول ہی روز حق تعالیٰ نے معلوم کرادی تھی تم کو اس وقت معلوم ہوا کہ جب ہزاروں مسلمانوں کا مال اور ایمان برباد کرا چکے اور جن پر فضل ایزدی تھا وہ پہلے ہی دن سمجھ گئے تھے کہ یہ بدنیت بددین اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے اور موٹی بات ہے کہ جو شخص اپنا دوست نہ ہو اور جس کو اتنی بھی عقل نہ ہو کہ وہ اپنے انجام کو سمجھ سکے؟ دوسروں کو

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ناعاقبت اندیش لیڈروں نے مالابار میں جا کر موپلوں کی قوم کو اشتعال دے کر حکومت سے لڑا دیا ان کا جو کچھ انجام ہوا ظاہر ہے پھر جب ان پر وقت پڑا ان بے چاروں کی نہ کسی لیڈر نے خبر لی اور نہ ان کے ہم خیال مولوی ہی ان کی امداد کو پہنچے ایسی ہی صورت یہ لوگ ہندوستان کی بنانا چاہتے تھے کہ عام مسلمانوں کو پھنسا دیتے اور خود انگریزوں کے ساتھ مل جاتے اب یہ عوام ہی گرفتار ہوتے جیل خانوں میں جاتے پھانسیاں پاتے ان کے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہوتیں مگر نہ کوئی ان کا خبر گیراں ہوتا اور نہ پرسان حال اس لئے کہ ان میں نہ کوئی تنظیم ہے نہ کوئی ضابطہ اور قاعدہ۔ دین و دنیا دونوں کو برباد کیا مگر اللہ رسول کے احکام کے خلاف کیا احکام اسلام کو پامال کیا مسائل شرعیہ کی بے حرمتی کی اہل حق پر بہتان لگائے۔ کیا ملا سوائے خسران اور حرمان کے پھر اس پر دعوی کہ ہم عقلاء ہیں میں تو کہا کرتا ہوں کہ عاقل نہیں آکل ہیں عقل کی ایک بات بھی نہیں ہر وقت اکل کی فکر ہے اگر نصرانیوں سے اللہ و رسول کے واسطے ان کی جنگ ہوتی تو ان سے زیادہ دشمن اسلام یعنی ہندوؤں کو بغل میں نہ لیتے سب سے الگ رہ کر کام کرتے تدابیر مشروعہ پر عمل کرتے حدود کا تحفظ کرتے پھر دیکھتے کہ نصرت حق کیسا ساتھ دیتی ہے اور اگر اس حالت میں بفرض محال سب کے سب بھی مٹ جاتے فنا ہو جاتے تب بھی ناکامی نہ تھی اس لئے کہ آخرت کا سنور جانا مسلمان کی اصل کامیابی ہے مگر وہاں تو مقاصد ہی اور ہیں دلوں میں ولولے اور نیتیں ہی کچھ اور ہیں کچھ نقشے جمائے بیٹھے ہیں میں ان کی نبضیں بحمد اللہ بفضل ایزدی خوب پہچانتا ہوں سن لیجئے وہ مقاصد کیا ہیں وہ یہ ہیں کہ حکومت ہاتھ آئے گی کوئی بادشاہ بنے گا کوئی ویسرائے کوئی گورنر کوئی کمشنر کوئی کلکٹر خوب مال و جاہ کے مالک ہوں گے اور ولولے وہ یہ ہیں کہ ان چیزوں کے یعنی ہمارے مقاصد کے اندر جو سدراہ ہیں یعنی احکام شرعیہ ان کا خاص انتظام کریں گے یعنی اپنی اغراض کے مطابق ان میں تاویل کریں گے اور نیتیں یہ ہیں کہ ان احکام کے بتلانے والے اور ان کے خلاف روک ٹوک کرنے والے فتوی دینے والے جو مولوی ملا ہیں ان کو ٹھیک کریں گے پھر جب یہ سب کام ہو جائے گا پھر آزادی سے بسر ہوگی جو اس مثل کا

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

مصداق ہوگی ''بڑھا مرے یا جوان اپنی ہتھیا سے کام۔ مردہ بہشت میں جائے یا دوزخ میں اپنے حلوے انڈوں سے کام'' یہ تو پرانا مقولہ ہے بجائے اس کے یوں کہنا چاہئے کہ اپنے کیک بسکٹ انڈوں سے کام۔ایک حکمران نے یہ سب کر کے مزا دیکھ لیا حکومت دے بیٹھا یہ اللہ ورسول کے احکام کی پامالی شریعت مقدسہ کی بے حرمتی بلاوجہ اہل حق اور اہل علم کا قتل خالی کیسے جاتا اب گداگری کرتا پھرتا ہے اور اس کے تخت پر کوئی اور ہی حکمران بنا بیٹھا ہے تم تو نئی حکومت حاصل کرنا چاہتے ہو وہاں آبائی اجدادی حکومت تھی اس کو ان خیالات کی بدولت دے بیٹھا تو نئی حکومت تو تم کیسے حاصل کرلو گے یہ مسلمان سلاطین اہل اقتدار کی حالت ہے ایسی حالت میں کوئی کسی کے بھروسہ کیا کام کرے عاجز عوام تو بے چارے تو کیا کر سکتے ہیں جب خواص پر اعتماد نہیں جب سلاطین کی یہ حالت ہو کہ وہ اپنے حدود میں احکام اسلام کا تحفظ تو کیا کرتے برعکس پامالی کرتے ہیں اسی طرح علماء کی یہ حالت کہ مسائل میں تحریف سے کام لیتے ہیں اور رؤسا اور نوابوں کو ان چیزوں میں دلچسپی ہے ہی نہیں انہوں نے تو دین سے اس قدر روگردانی اختیار کی ہے کہ اپنے بچوں تک کو علم دین کی طرف آنے بھی نہیں دیتے، رہے عوام تو وہ ان کے تابع ہیں اب کام کرنے والا کون رہ گیا بس مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر کسی ایسے کام میں قدم رکھنے کو جی نہیں چاہتا جس کا تعلق ان جماعتوں سے ہو کیونکہ یہ سب کے سب بے کار ہیں اور قدرت حق میں تو سب کچھ ہے مگر بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی گردش ختم ہونے کا ابھی زمانہ نہیں آیا۔ **(الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۹۹ تا ۲۰۲)**

سیاسی اختلافات میں بعض علماء کی عدم احتیاط

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ تحریکات کے زمانہ میں تو بعض علماء نے میرے متعلق فتویٰ دیا تھا کہ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھ کو نماز پڑھانے کا ایسا شوق بھی نہیں ایک قریب کے قصبہ میں ایک مولوی صاحب نے بیان کیا تھا کہ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ میں نے سنا کہ میرے پیچھے نماز کو ناجائز کہتے ہیں تو میں نے

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ایک مضمون بصورت استفتاء لکھ کر مولوی شبیر علی کو آس پاس کے مشاہیر علماء کے پاس بھیجا ان میں وہ بزرگ بھی تھے انہوں نے جا کر وہ پرچہ دیا کہ اس کے متعلق جو شرعی حکم ہو لکھ دیجئے۔ دیکھ کر کہا کہ کون کہتا ہے کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ خلافت کے متعلق مسئلہ اختلافی اور اجتہادی ہے۔ اس میں غلو نہ کرنا چاہئے یا تو خود عدم جواز اقتداء کو بیان کیا تھا اور پوچھنے پر یہ فرمایا کہ حالت تدین کی ہے اس کے بعد پھر اس قدر نرم ہوئے کہ ہدیہ بھیجنے لگے اور بقیہ علماء نے اسی کے قریب لکھا۔

(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۲۱، ۲۲۲)

دوران زمانہ تحریک خلافت حضرت حکیم الامتؒ پر رحمت وفضل خداوندی

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ زمانہ تحریک خلافت میں میں نے تو کھلی آنکھوں حق تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا مشاہدہ کیا ہے مجھ کو تو کنکریوں کے بدلے جواہرات عطاء فرمائے گئے ہیں۔ نماز کوئی پڑھے روزہ کوئی رکھے تہجد کوئی پڑھے تلاوت قرآن کوئی کرے اور ثواب سب کا ملے اشرف علی کو۔ اس لئے کہ بلاوجہ مجھ کو سب وشتم کیا گیا بہتان باندھے گئے اس کے عوض میں ان کی نیکیاں حق تعالیٰ نے مجھ کو عطاء فرمائیں یہ ہی وجہ ہے کہ میں نے سب کو معاف کر دیا کیونکہ یہ تو سب میرے محسن ہیں اپنی عبادات کا ثواب مجھ کو دے دیتے ہیں ان لوگوں نے تو میرا کچھ نقصان نہیں کیا نفع ہی پہونچایا اس کے مناسب ایک بزرگ کی حکایت یاد آئی کہ ان کو ایک شخص گالیاں دیا کرتا تھا یہ بزرگ اس کی مالی اعانت کیا کرتے تھے ایک روز اس نے یہ سمجھ کر کہ یہ تو میرے محسن ہیں بری بات ہے کہ میں ان کو گالیاں دوں گالیاں دینی بند کر دیں اسی روز سے ان بزرگ نے اس کو جو روپیہ پیسہ دیا کرتے تھے بند کر دیا اس نے سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی یہ تو تجارت ہے لینا دینا ہے تم ہم کو دیتے تھے ہم تم کو دیتے تھے یعنی تم گالیاں دیتے تھے جس سے تمہاری عبادت کا ثواب مجھ کو ملتا تھا تم نے میرے دین کا نفع بند کر لیا میں

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

نے تمہاری دنیا کا نفع تم سے روک لیا۔اسی نکتہ کی وجہ سے مجھ پران برا کہنے والوں کی کسی بات کا اثر نہیں ہوتا بلکہ ان کو محسن سمجھتا ہوں۔صاحب ویسے تو کوئی عمل میرے پاس ہے نہیں یوں ہی دوسروں کے چندہ سے کچھ ذخیرہ آخرت جمع ہو جائے گا دنیوی زندگی بھی اسی طرح پوری ہوئی یعنی مفت خوری میں پہلے تو والد صاحب کی حیات میں ان کی کفالت کی وجہ سے کما کر نہ کھایا پھر معتقدین پیدا ہو گئے اب یہ کھلا رہے ہیں میرے پاس کرنا دھرنا کچھ بھی نہیں ایسے ہی آخرت کے لئے نہ کچھ کرا نہ دھرا وہاں بھی مفت ہی کام بن جائے گا۔(الافاضات الیومیہ ج ۴ص ۱۲۶،۱۲۷)

تحریکات میں شرکت کرنے والوں پر غصہ کا سبب شرعی حدود سے تجاوز ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ان تحریکات میں شرکت کرنے والوں پر جو مجھ کو غصہ ہے اس کا اصلی سبب ان کی محبت ہے اس طرح سے کہ اپنے ہو کر پھر حدود سے تجاوز،ایسا کیوں کرتے ہیں مجھ کو مقاصد شرعیہ اور سلطنت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کی امداد اور تحفظ سے خدا نہ کرے کیسے اختلاف ہوسکتا ہے اختلاف صرف طریق کار سے ہے کہ وہ ایسا اختیار کیا گیا کہ جس میں احکام شرعیہ کی پامالی کی گئی ہے فلاں مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں بڑی مشکل میں ہوں میں کیا کروں میں اپنے دو بڑوں کے بیچ میں ہوں ایک میں مراد تھا اور ایک حضرت مولانا دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ مراد تھے میں نے کہا کہ مولانا ہمارے سب کے بڑے ہیں مولانا ہی کے فرمانے پر عمل کرنا چاہئے اور اگر میں تنہا ہوتا تو میں خود بھی حضرت مولانا کے ساتھ ہو لیتا مگر چونکہ میری وجہ سے اور مخلوق خدا کے پھنس جانے کا اندیشہ ہے اور میں اس وقت تک اس کے انجام کو سمجھا نہیں نہ مجھ کو شرح صدر ہوا کہ یہ تحریک مسلمانوں کے لئے مفید ہے اس لئے میں معذور ہوں ورنہ میں بھی مولانا ہی کا اتباع کر لیتا اب مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر بدون

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

سوچ سمجھے اور شرح صدر ہونے میں شرکت کرلوں اور قیامت کے روز حق تعالیٰ سوال فرمائیں کہ جس مسئلہ کو تو سمجھا نہیں تھا اس میں شرکت کر کے ہماری مخلوق کو کیسے پھنسادیا تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا۔ بعض لوگوں نے تحریک خلافت ہی کے زمانے میں مجھ سے کہا کہ تم پر ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے لاکھوں کام کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ ہم کامیاب ہوجاتے میں نے کہا کہ وہ لوگ غلط سمجھے میری وجہ سے لاکھوں نہیں بیٹھے، میں ہی لوگوں کی وجہ سے بیٹھا ہوں میں مقاصد شرعیہ کے بحمداللہ خلاف نہ تھا مجھ کو اختلاف طریق کار سے تھا۔ جو احکام شرعیہ کے خلاف اختیار کیا گیا اور مذاق عام یہی ہورہا ہے جو کام کررہے ہیں اسی طرح کررہے ہیں جو بیٹھے ہیں وہ بھی اگر کرتے اسی طرح کرتے یہ وجہ ہے میرے تقاعد کی نہ یہ کہ مقصود صحیح سے خدانہ کرے مجھ کو اختلاف ہے اگر یہ بات ہوتی تو ان کو کیوں اجازت دیتا فلاں مولوی صاحب سے پوچھ لو کہ میں نے ان کو شرکت کی اور مولانا کے اتباع کی اجازت دی یا نہیں سو ان کو کیوں اجازت دیتا باقی اس پر بھی اگر کسی کو بغض وحسد ہی ہو اور خواہ مخواہ بہتان لگائے تو اس کا میرے پاس کیا علاج مگر ایسی دھمکیوں میں آکر میں انشاء اللہ تعالیٰ مقاصد شرعیہ اور اصول شرعیہ کو نہیں چھوڑ سکتا اگر تمام عالم بھی ایک طرف ہوجائے تو بفضل ایزدی احکام شرعیہ اور اصول شرعیہ کے خلاف قدم نہیں اٹھا سکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے احسان ہے کہ شریعت ایک درجہ میری فطرت اور طبیعت بن گئی ہے میں اس کے خلاف پر عادۃً قادر ہی نہیں اگر دوسرے خاص جذبات سے مجبور ہیں تو میں اس جذبہ سے مجبور ہوں۔ اب اس پر اگر کوئی خوش رہے تو فبہا، اور ناخوش رہے تب فبہا۔ مان لو کہ میں نکما ہوں بے کار ہوں نہ ملک کے کام آیا نہ قوم کے کام آیا تو مجھ کو چھوڑ دو اور میں تو اس موقع پر یہ شعر پڑھا کرتا ہوں جو اس حالت میں بالکل چسپاں ہے۔ ؂

تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی

(الافاضات الالیومیہ ج۵ ص ۲۰۱، ۲۰۲)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ہڑتال جلوس وغیرہ سب حرام ہیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اب تو وہ زمانہ ہے کہ ہر شخص کی رفتار گفتار اور لباس سے انگریزیت جھلکتی ہے سادگی کا نام نہیں۔ رہا زبان سے نصرانیت اور انگریزیت کی برائی کرتے ہیں اور دل میں وہی باتیں رچی ہیں ان ہی جیسا لباس ان ہی جیسی معاشرت اختیار کر رکھی ہے مجھے تو ایک عالم کا قول پسند آیا کہ یہ لوگ نصرانیوں کے مخالف ہیں اور نصرانیت کے حامی ہیں بات تو کام کی کہی واقعی یہی ہو رہا ہے غضب تو یہ ہے کہ اس فتنہ سے بعض علماء بھی نہ بچ سکے اور نصوص کے خلاف کرنا شروع کر دیا ان کا طریقہ کار بالکل نصوص کے خلاف ہو رہا ہے لیکن کسی کا عمل تو حجت نہیں جب کوئی تدبیر تدابیر منصوصہ کے خلاف اختیار کی جائے گی اس کو تو ممنوع ہی کہا جائے گا خصوص جبکہ وہ فعل عبث و مضر بھی ہو تو اس کی حرمت میں پھر کیا شبہ ہو سکتا ہے وہاں تو الضرورات تبیح المحظورات کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا مثلاً ہڑتال ہے جلوس ہیں ان میں وقت ضائع ہونا روپیہ کا صرف ہونا حاجتمند لوگوں کو تکلیف ہونا نمازوں کا ضائع ہونا کھلے مفاسد ہیں تو یہ افعال کیسے جائز ہو سکتے ہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ اگر نیت امداد حق کی ہو فرمایا کہ ان باتوں سے حق کو کوئی امداد نہیں پہنچتی دوسرے نامشروع فعل نیت سے مشروع نہیں ہو جاتا یہ تو محض جاہ طلبی ہے کہ جلسے ہو رہے ہیں جلوس نکل رہے ہیں گلوں میں ہار پڑ رہے ہیں اور یہ سب بد دینوں ہی سے سبق حاصل کئے ہیں اور سب یورپ ہی کی تقلید ہے اور مزاحاً فرمایا کہ ہار (مغلوبیت) تو پہلے ہی گلو گیر ہے پھر کامیابی (جیت) کہاں۔ **(الافاضات الیومیہ ج۵ ص۱۵۶، ۱۵۷)**

بھوک ہڑتال خودکشی کے مرادف ہے

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ بھوک ہڑتال نئی ایجاد ہے۔ فرمایا کہ یہ خودکشی کے مرادف ہے اگر موت واقع ہو جائے گی تو وہ موت حرام ہو گی اور بزدلی پر بھی دال ہے کہ آئندہ آنے والے مسائل سے گھبرا کر ایسا کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

بھو کے مر گئے تو کسی کا کیا حرج ہوا اور کسی کو کیا نقصان پہنچایا جو سوجھتی ہے الٹی سوجھتی ہے۔(الافاضات الیومیہ ج۳ ص۱۵)

جان مفت تھوڑا ہی دی جاسکتی ہے جب تک کہ یہ اطمینان نہ ہو کہ اپنے محل پر جارہی ہے اور راز اس کا یہ ہے کہ جان اپنی ملک نہیں کہ اس میں جو چاہو تصرف کرلو۔ دیکھئے اگر جان اپنی ہوتی تو خودکشی کیوں حرام ہوتی۔ جہاں یہ معلوم ہو جائے کہ جان دینا طاعت ہے تو وہاں کمزور مسلمان بھی قوت ایمان سے بہادر ہو جائے گا کیونکہ شجاعت میں کمی تردد (شک) سے ہوتی ہے اور بے موقع، بے محل، بدون اذن شرعی (شریعت کی اجازت کے بغیر) کے جان دینا کوئی بہادری نہیں۔

(الافاضات الیومیہ ج۷ ص۱۳۲)

لیڈران دور حاضر اور سیاسی تحریکات

سے متعلق حضرت حکیم الامتؒ کا نقطۂ نظر

ایک مولوی صاحب نے کشمیر کے متعلق چند سوالات کئے اس پر حضرت والا نے جو جوابات ارشاد فرمائے وہ بہ عنوان سوال و جواب حسب ذیل درج کرتا ہوں۔

سوال: میں ایک خاص واقعہ کے متعلق اپنی تسلی کے لئے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں اگر حضرت والا بطیب خاطر اجازت فرمائیں؟

جواب: فرمایا نہایت خوشی سے اجازت ہے۔ اس وقت اور بھی اہل علم موجود ہیں ضرور ان سوالات کو ظاہر فرمایئے۔

سوال: کشمیر پر جو مسلمانوں کے جھتے جا رہے ہیں ان کا وہاں پر جاکر لڑنا مقصود نہیں صرف حکومت پر اثر ڈالنا یہ صورت شرعاً کیسی ہے؟

جواب: فرمایا یہ شرعی لڑائی تو ہے نہیں۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا قتال پر قدرت ہے یا عجز۔ اگر قدرت ہے تو قتال اور اگر قدرت نہیں تو صبر۔ درمیان میں اور کوئی چیز نہیں ہے نہ یہ درمیانی صورتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ اور نہ آج کل کی درمیانی

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

صورتیں اسلامی صورتیں ہیں سب دوسری قوموں کی تقلید ہے۔

سوال: اس وقت کے زمانہ کے لحاظ سے یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ کمزور کو قوی کے مقابلہ میں اسی صورت سے کامیابی ہوسکتی ہے یعنی پبلک حکومت کا مقابلہ اسی صورت سے کرسکتی ہے؟

جواب: فرمایا یہ نصوص کے مقابلہ میں اجتہاد ہے اور اجتہاد کا ہم کو حق نہیں۔ میں نے جو دو صورتیں بیان کی ہیں یہ تو منصوص ہیں اور آپ جو تدابیر اور طریق کار بیان کررہے ہیں یہ اس منصوص کا معارض ہے۔ اسی لیے یہ طریق سلف سے منقول نہیں۔

سوال: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خندق کھدوائی تھی یہ شاہان عجم کی تدابیر میں سے تھی جو غیر قوم تھے؟

جواب: فرمایا یہاں کوئی نص نہ تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل فرمالینا منصوص نہ ہونے کی وجہ سے تھا اور یہاں تو منصوص ہے یہاں پر یہ صورت اختیار نہیں کرسکتے۔

سوال: یہ صورت جو اختیار کی گئی ہے اس سے بھی کامیابی ہوجاتی ہے سکھ اس سے کامیاب ہو ہی گئے؟

جواب: فرمایا سوال کامیابی عدم کامیابی کا نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ صورت جو اختیار کی گئی ہے۔ اس کا حکم شرعی کیا ہے اس کا میں جواب عرض کررہا ہوں۔

سوال: اگر بغیر لڑے ہوئے اس صورت کو اختیار کرکے کامیابی ہوجائے تو اس صورت کے اختیار کرنے میں شرعاً کیا حرج ہے؟

جواب: فرمایا یہ ہی کیا تھوڑا حرج ہے کہ نص کے خلاف ہوا۔

سوال: کچھ نہ کریں مارے جائیں، برباد ہوجائیں، خاموش رہیں؟

جواب: فرمایا کہ یہ میں نے کب کہا ہے یہ بھی آپ کا اجتہاد ہے۔ منجملہ اور اجتہادات کے میں نہ واقعات کی نفی کرتا ہوں اور نہ منفعت کی۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ صورت جو اختیار کی گئی ہے یہ منصوص کے خلاف ہے آپ کے ذمہ ہے کہ آپ اس کا

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

نصوص کلیہ میں داخل ہونا ثابت کریں اگر داخل ہے تو مجھ کو بھی بتلا دیا جاوے میں بھی مان لوں گا۔ خدانخواستہ ضد یا ہٹ تھوڑا ہی ہے۔ جس طرح میں صاف طور پر عرض کر رہا ہوں کہ یہ منصوص کے خلاف اور نصوص کلیہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اور نصوص کے مقابلہ میں اجتہاد اور قیاس کوئی چیز نہیں۔ اور نہ ہم کو اس قسم کے تصرف کا حق ہے۔ آپ بھی صاف بیان کریں۔ جس وقت آپ سمجھا دیں گے میں بھی انشاء اللہ تسلیم کرلوں گا۔

سوال: موجودہ صورت نصوص کے کلیہ میں تو داخل نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہاں پر قیاس سے کام لیا جاسکتا ہے؟

جواب: فرمایا نص کے ہوتے ہوئے قیاس اور اجتہاد کیجئے میں کب منع کرتا ہوں مجھے تو بحمد اللہ کھلی آنکھوں نظر آتا ہے کہ یہ حق ہے اور یہ باطل۔

سوال: اس ہی لئے تو دریافت کیا جارہا ہے؟

جواب: فرمایا اگر آپ کو شرح صدر ہو تو آپ عمل کیجئے یہی سمجھ لیجئے کہ مجھ کو شرح صدر نہیں۔ مجھ کو اپنے فتوے میں شریک نہ کیجئے اور نہ مجھ سے امید رکھئے کہ میں منصوصات کے خلاف کروں یا اجتہاد کروں میں تو کٹر مقلد ہوں۔ صاحبین کا قول بھی کہیں اضطرار میں لے لیتا ہوں۔ ورنہ میں تو امام صاحب کے مذہب پر عمل کرتا ہوں۔ آپ کی تو بھلا کیا تقلید کرسکتا ہوں۔ آپ تو بچے ہیں اور میں بڈھوں کا مقلد ہوں۔ پھر مزاحاً فرمایا کہ نہیں بڈھوں کا نہیں بلکہ ایک بڈھے کا۔

سوال: لڑ تو سکتے نہیں پھر کیا صورت ہو؟

جواب: جو میں عرض کر رہا ہوں وہ منصوص ہے اسی پر عمل کریں یعنی قدرت کو دیکھ لیں اگر قدرت اور قوت ہے تو بجائے جتھے بھیجنے کے قتال کریں، جہاد کریں، تلوار ہاتھ میں لیں لڑیں اور اگر قدرت نہیں جیسا کہ ظاہر ہے صبر کریں نیز عجز کی صورت میں یہی ہوگا کہ آئندہ اگر کوئی ضرر پیش آیا تو اس کے برداشت کی بھی قوت نہ ہوگی۔ اور جس ضرر سے بچنے کی قدرت نہ ہو یا مشکل ہو، اس میں نہ پڑنا چاہیئے۔

سوال: (آیت جہاد میں) مِنْ قُوَّةٍ نکرہ ہے اس وقت جیل جانے کی قدرت ہے؟

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

جواب: قدرت سے یہ قدرت مرادنہیں۔ بلکہ وہ قدرت جس میں خصم کوکوئی ضرر ہواوراس کے ساتھ اپنا کوئی ضرر یقینی نہ ہو۔

سوال: جیل کے جانے میں تو کوئی ضررنہیں معلوم ہوتا اور خصم کا ضرر ہے یعنی اغاظت پھر کیا حرج ہے؟

جواب: اگر قدرت علی الاضرار یہی ہے تو آج اس کی بھی قدرت ہے کہ ایک دشمن کے منہ پرتھوک دیں اس میں بھی اغاظہ ہے، لیکن چونکہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ضرر اپنا ہے ایسا نہیں کرتے یا ایک دشمن کے ڈھیلا ماردیں اس کی قدرت بھی ہے مگر ایسا نہیں کرسکتے حاصل وہی ہے کہ قدرت سے مراد وہ قدرت ہے جس میں اس کا معتد بہ ضرر ہو اور اپنا یقینی ضرر نہ ہو اور ظاہر ہے کہ جیل وغیرہ میں اپنا ضرر ہے اور ان کا کوئی ضرر معتد بہ نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے کہ قدرت کی دوقسمیں ہیں ایک یہ کہ جو کام ہم کرنا چاہتے ہیں اس پر تو ہم کو قدرت ہے لیکن اس کے کر لینے کے بعد جن خطرات کا سامنا ہوگا ان کے دفع کرنے پر قدرت نہیں۔ دوسرے یہ کہ فعل پر بھی قدرت ہے اور اس کے کر لینے کے بعد جو خطرات پیش آئیں گے ان کی مدافعت پر بھی قدرت ہو پہلی صورت استطاعت لغویہ ہے اور دوسری صورت استطاعت شرعیہ خوب سمجھ لیجئے گا اور مدافعت کی فرضیت کے لئے پہلی استطاعت کافی نہیں بلکہ دوسری صورت یعنی استطاعت شرعیہ شرط ہے جس کو اس حدیث نے صاف کردیا ہے۔

قال من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه.

ظاہر ہے کہ استطاعت باللسان ہر وقت حاصل ہے پھر اس کے انتفاء کی تقدیر کب محقق ہوگی۔ یعنی اگر کسی فعل کی فرضیت کے لئے محض اس فعل پر قادر ہونا کافی ہو اور اس سے جو خطرات پیش آنے والے ہوں ان کی مدافعت پر قادر ہونا شرط نہ ہو تو زبان سے انکار کرنا ہر حالت میں فرض ہونا چاہئے کیونکہ زبان کا چلانا ہر وقت ہماری قدرت میں ہے پھر وہ کون سی صورت ہوگی جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

فرماتے ہیں کہ اگر زبان سے بھی سنانے کی قدرت نہ ہو تو دل سے مٹا دے اس سے ثابت ہوا کہ استطاعت سے مراد یہ ہے کہ اس فعل پر قدرت ہونے کے ساتھ اس میں ایسا خطرہ بھی نہ ہو جس کی مقاومت اور مدافعت ومقابلہ بظن غالب عادۃً ناممکن ہو ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس دفاع کے بعد اس سے زیادہ شر میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

سوال: پھر کیا صورت ہے کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کی؟

جواب: یہ صورت ہے کہ وہاں جا کر ان کو تبلیغ کی جائے اور آپس میں اتحاد کی ترغیب دی جائے اور جب قوت ہو جائے لڑیں جہاد کریں۔

سوال: دروازہ ہی پر روک لیا جاتا ہے۔ گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ اندر جانے ہی نہیں دیا جاتا؟

جواب: آپ ہی دیکھ لیجئے کہ ایسی حالت میں آپ سے کشمیر کے مسلمانوں کو کیا امداد پہنچ سکتی ہے جب کہ وہاں تک پہنچنے پر بھی قدرت نہیں۔ جتھوں کا جیل میں جانا، پٹنا، بھوک ہڑتال وغیرہ کرنا خودکشی کے مترادف ہے اور اگر خودکشی سے کسی کو فائدہ پہنچے تب بھی تو باوجود موجب فوائد ہونے کے جائز نہیں ہے چہ جائیکہ کوئی فائدہ بھی نہ پہنچے تو اس کا درجہ ظاہر ہے یعنی اگر یہ معلوم ہو جائے کہ خودکشی کرنے سے کفار پر اثر ہوگا تو کیا خودکشی کرنا جائز ہو جائے گا اور جیلوں میں جانا اور بھوک ہڑتال کرنا کیا خودکشی کا مترادف نہیں ہے۔ اگر کوئی نفع بھی خودکشی پر مرتب ہو تو یہ خود ہی اتنا زبردست نقصان ہے کہ جس کا پھر کوئی بدل ہی نہیں۔ حضرت ہر منفعت کا اعتبار نہیں اس کی تو بالکل ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کی جان بچ سکتی ہے۔ اگر تم کنوئیں میں گر جاؤ تو اس کی جان بچانے کی غرض سے کیا کنوئیں میں گر جانا جائز ہوگا۔

سوال: تو پھر کیا قتال ہی کیا جائے؟

جواب: ضرور۔ مگر قدرت عادی شرط ہے۔ اور محض کامیابی کی خیالی توقع قدرت نہیں ہے۔

سوال: ضرر تو قتال میں بھی ہے اشد ضرر کہ جان جاتی ہے؟

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

جواب: چونکہ قتال مقصود اور منصوص ہے اس لئے اس کا ضرر معتبر نہیں اور یہ تدابیر اور طریق کار غیر منصوص ہیں۔ اس لئے اس کو ضرور دیکھا جاوے گا اور وجہ فرق دونوں میں یہ ہے کہ اصل مقصد یہ ہے کہ فتنہ نہ ہو۔ قتال فتنہ نہیں ہے۔ کیونکہ قتال میں طبیعت یکسو ہو جاتی ہے اور سکون ہوتا ہے۔ اور ان امور میں تشتت اور پراگندگی اور اضاعۃ اوقات ہے۔ اصل یہ ہے کہ لوگ فقہ کو نہیں دیکھتے پروگرام بناتے وقت اور فقہ کو محض رائے سے دیکھنا کافی نہیں اور نہ مفید ہے بلکہ نصوص اور ذوق کے ساتھ دیکھنا مفید ہے اس میں سب احکام اظہر من الشمس ہیں۔ فن فقہ نہایت ہی دقیق ہے اسی واسطے میں ہمیشہ احتیاط کے پہلو کو ترجیح دیتا ہوں۔

سوال: من قتل دون عرضه وماله فهو شهيد سے جان دینا جائز نکلتا ہے تو بھوک ہڑتال وغیرہ میں گنجائش معلوم ہوتی ہے؟

جواب: قتل سے مراد خودکشی نہیں ہے بلکہ مراد قتال ہے۔ یعنی لڑو جنگ کرو اس نیت سے کہ جان اور ایمان اور مال بچ جاوے پھر اس قتال میں اگر جان چلی جائے تو چلی جائے وہ شہادت ہے اور خود قتل مقصود نہیں ہے بلکہ قتال سے اگر لازم آ جائے تو اس کا جواز نکلتا ہے۔ غرض اس سے مقصود قتال ہے قتل نہیں وہ بھی جب کہ اس قتال کی سب شرطیں پائی جاویں اور موانع مرتفع ہوں جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اور خود قتل کا مقصود نہ ہونا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں ہر جگہ یقتلون (بصیغہ مجہول) بعد میں ہے، یقتلون (بصیغہ معروف) سے۔ پس معلوم ہوا کہ یقتلون خون مقصود نہیں بلکہ یقتلون سے کبھی لازم آ جاتا ہے۔

سوال: پوری قدرت تو نہیں مگر جو کچھ بھی ہے اس کا استعمال کس طرح کریں، کچھ تو ہونا چاہئے؟

جواب: یہ بھی آپ بتا سکتے ہیں کہ کیا کرنا چاہئے۔ میری تو سمجھ میں اس سے زیادہ نہیں آتا کہ ان کو تبلیغ کرو اور دین سکھلاؤ اس کے بعد لڑو۔ میں پوچھتا ہوں ہجرت کے بعد جو مسلمان مکہ میں تھے ان کی جانیں جاتی تھیں۔ اس وقت اہل مدینہ نے ایک

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

بھی جتھا نہ بھیجا۔ کوئی بھی جتھا نہ گیا جب تک آیت قتال نازل نہ ہوئی صبر کے سوا کوئی حرکت اس آئینی جنگ کی جاری نہ ہوئی ۔بس اسلامی جنگ لڑو آئین پائین کہاں کی خرافات نکالی ہے۔

سوال: ایسے آئین اس وقت ایجاد نہ ہوئے تھے اگر ہوتے تو جنگ بھی ایسی ہی ہو جاتی؟

جواب: بہرحال اس سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ یہ آئین منصوص تو ہے نہیں عقل ہی کا اختراع ہے ۔تو صحابہ بھی عاقل تھے ۔ان کے ذہن میں اور بڑی بڑی تدبیریں آئیں۔ یہ تدابیر کیوں نہ آئیں اور یہ کیا آج کل کی اختراع شدہ تدابیر میں سے ایک بھی نہ آئی۔ آئی تو بس قتال کی آئی وہ بھی جب، جب کہ آیت قتال نازل ہو چکی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر عمومات سے استدلال ہے تو سوال یہ ہے کہ آج تک امت میں ان عمومات سے استدلال کر کے کسی نے عمل بھی کیا ہے۔اور کیا تیرہ سو برس میں ایسی مظلومیت کی صورتیں پیش نہ آئیں تھیں۔ پھر یہ طریقے کیوں اختیار کیے گئے۔ دوسری بات یہ پوچھتا ہوں کہ ہجرت کے بعد جو مستضعفین مکہ میں رہ گئے تھے ۔ان مسلمانوں میں بھی کچھ قوت اور استطاعت تھی یا نہیں اگر یہ کہا جائے ان میں قوت اس قدر نہ تھی کہ کسی قسم کا مقابلہ کر سکتے ۔جواب یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے ان میں اس قدر قوت تھی کہ ہندوستان کی قوت ان کی قوت کے سامنے گرد ہے۔

سوال: مقابل کفار بھی ایسے ہی قوی تھے۔اس لئے وہ ان سے مقابلہ نہ کر سکے؟

جواب: یہ تو میرے کلام کا حاصل ہے یہی تو بات ہے۔اور اب کیا بات رہی اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر کوئی اختلاف ہی نہیں رہتا۔ مطلب یہ ہی تو ہوا کہ صبر ہی کرنا پڑے گا۔ عدم قدرت کی حالت میں جیسا کہ اہل مکہ نے کیا اور جب مدینہ والوں کو قوت ہوگئی۔ اس وقت تلواریں ہاتھ میں لیں اور مکہ پر چڑھائی کی۔

سوال: پہلے آئین کی لڑائی نہ تھی اب تو آئین کی لڑائی ہے؟

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

جواب: اس کا جواب پہلے ہو چکا ہے اب پھر سمجھ لیجئے کہ یہ آئین کہاں سے آئے یہ بھی تو گھڑے ہوئے ہیں۔اور صحابہ نے تو سلطنت کی ہے اتنی بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ اس طرح جتھے بھیج کر مکہ والوں کی مدد کرتے۔ خیر کچھ بھی ہو منقولات سے ثابت کیجئے۔ عجیب بات ہے کہ آپ مجھ سے تو غیر منقولات منوانا چاہتے ہیں۔اور آپ منقولات کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ میں ہرگز ماننے کو تیار نہیں۔ جب تک آپ منقولات سے ثابت نہ کریں جسے ہمارے بزرگوں نے نظام دین کی حفاظت کے لئے قائم کیا۔یعنی تقلید اس کو ایسی آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے۔اور خرابی تو آج کل زیادہ اسی وجہ سے ہو رہی ہے کہ ہر شخص مجتہد بنا ہوا ہے۔واقعی سلف صالحین بڑے ہی حکیم تھے۔ دنیا میں یہ طبقہ حکماء کا ہے کہ اجتہاد ہی کو بند کر دیا وہ ہم سے زیادہ دین کو سمجھنے والے تھے۔ مزاحاً فرمایا کہ ہم لوگ تو عنداللہ بھی معذور ہوں گے۔ پوچھا جائے گا عرض کر دیں گے اے اللہ کوئی دلیل ہی سمجھ میں نہ آئی تھی اور آپ سے پوچھا جائے گا کہ باوجود دلیل معلوم ہونے کے بھی کشمیر کے مسلمانوں کی کیوں امداد نہیں کی اور وہاں پر کیوں نہیں گئے ہم تو وہاں پر بھی بری اور آپ سے وہاں بھی باز پرس۔ میں ایک کام کی بات عرض کرتا ہوں کہ ان چیزوں میں نرے دلائل کافی نہیں۔تھوڑے سے ذوق کی بھی ضرورت ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ان جدید تدابیر اور طریق کار میں غیر منصوص ہونے کے علاوہ میرا ذوق بھی ان چیزوں کے خلاف ہے اور مدار قبول اسکات خصم نہیں اسقاط ہے۔

سوال: ہم ہر طرح پر کمزور ہیں کچھ نہیں کر سکتے ہیں؟

جواب: یا تو اس قدر قوت تھی جوش تھا کہ منصوص کے مقابلہ میں غیر منصوص پر عمل کرنے کو تیار تھے یا یہ عقیدہ کر لیا ہے کہ ہم کمزور ہیں کام کیجئے مگر شرط یہ ہے کہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھتے ہوئے کام کیجئے۔

انبیاء علیہم السلام کی تدابیر میں اثر نہ ہو غضب کی بات ہے اپنی اختراع کی ہوئی تدابیر کو مؤثر سمجھیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ تدابیر کے استعمال میں خدا کے راضی کرنے میں کامیابی کا اثر ہوگا یا ناراض کرنے میں، ظاہر ہے کہ راضی کرنے میں اثر ہوگا

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

تو اس کی ایک ہی تدبیر ہے کہ تدابیر منصوصہ پر عمل کیا جائے۔

سوال: ان غیر منصوصہ پر جو عمل کیا جائے گا غیر مشروع اور برا سمجھ کر تھوڑا ہی کریں گے تو اس میں بھی خدا تعالیٰ کی ناراضی نہ ہوگی؟

جواب: یہ تو اور بھی برا ہے کہ معصیت کو معصیت بھی نہ سمجھا جاوے بلکہ معصیت کو نیکی سمجھ کر کیا جاوے یہ درجہ تو اس سے بھی برا ہے اور بہت برا ہے پھر بدعت کوئی چیز ہی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ بدعتیں جس قدر ہیں سب کو دین ہی سمجھ کر کرتے ہیں۔ اہل بدعت، یہ ہی جواب دے سکتے ہیں کہ ہم برا سمجھ کر تھوڑا ہی کرتے ہیں اس سے تو سنت اور بدعت جائز اور ناجائز میں کوئی فرق ہی نہیں رہتا ہر برے کام میں نیت اچھی کر لیا کریں کہ ہم جو کر رہے ہیں۔ یہ برا کام نہیں بلکہ نیک کام ہے۔ آپ ہی بتلائیے کہ یہ کلیہ کہاں تک صحیح ہے۔ جو آپ نے بیان کیا۔

سوال: منصوص تدابیر کے مقابل ان جدید تدابیر کو منہی عنہ نہیں فرمایا گیا نہ نہی وارد ہے نہ حکم ہے تو اس صورت میں مسکوت عنہ کہا جائے گا ممنوع ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جن چیزوں کی حاجت خیر القرون میں نہ ہوئی اور خیر القرون کے بعد حاجت پیش آئی ہو اور نصوص ان کے خلاف نہ ہوں وہ تو مسکوت عنہا ہو سکتی ہیں لیکن ان چیزوں کی تو حاجت ہمیشہ ہی پیش آتی رہی پھر بھی نصوص میں صرف جہاد یا صبر ہی کا حکم ہے۔ تو اس اعتبار سے یہ مسکوت عنہ نہ ہوگا منہی عنہ ہوگا۔ کہ باوجود ضرورت کے متقدمین نے اس کو ترک کیا اختیار نہیں کیا تو اجماع ہوا اس کے ترک پر اس لئے ممنوع ہوگا۔

علاوہ ان سب باتوں کے ایک یہ بات باریک ہے جس کو سمجھ لینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہر کام کرنے کے لئے حدود کی ضرورت ہے ان تحریکات میں بھی ضرورت ہے سو اس کا تحفظ کون کرے گا یا کون کرائے گا۔ ایک لڑکا زمانہ خلافت میں ہجرت کر گیا۔ اس کی ماں روتی روتی اندھی ہو گئی۔ اس کو کون دیکھے گا کہ کس کو جانا چاہئے اور کس کو نہیں اگر تدابیر جدیدہ جائز بھی ہوں تب بھی اس کی ضرورت ہے کہ کوئی امیر ہو

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

تاکہ حدود کی رعایت خود بھی کرے اور دوسروں سے بھی کرائے۔ بلا امیر کے کچھ نہیں ہوسکتا۔ (الافاضات الیومیہ ج ۱ ص ۸۷ تا ۹۶)

خود گرفتاری پیش کرنے کی عجیب مثال

ایک صاحب نے عرض کیا کہ آج کل جو لوگ شورش میں کام کررہے ہیں وہ گرفتاری کے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ فرمایا جی ہاں یہ سمجھنا ایسا ہے جیسے ایک سرحدی ہندوستان آیا کسی شہر میں کسی حلوائی کی دوکان سے حلوہ اٹھا کر لے بھاگا اور کھا گیا اس کو پکڑ کر پولیس میں پہونچا دیا۔ داروغہ نے دیکھا کہ نووارد شخص ہے اور ایک معمولی سی حرکت پر کیا چالان کیا جائے حکم دیا کہ اس کو ایک گدھے پر سوار کر کے لڑکوں کو کوئی چیز بجانے والی ہاتھ میں دے کر سارے شہر کا گشت کراؤ یہ ہی سزا کافی ہے ایسا ہی کیا گیا۔ جب یہ سرحدی وطن واپس گیا لوگوں نے دریافت کیا کہ آغا ہندوستان رفتہ بودی آن چگونہ ملک است۔ تو یہ سرحدی کہتے ہیں کہ ہندوستان خوب ملک است حلوہ خوردن مفت است[1] سواریٔ خر مفت است فوج طفلاں مفت است ڈم ڈم مفت است۔ ہندوستان خوب ملک است۔[2]

تو جس قدر اسباب ذلت کے اس کے واسطے جمع کئے گئے تھے اس نے اپنے لئے ان کو باعثِ فخر اور عزت کا سمجھا۔ یہ ہی حالت آج کل کے لوگوں کی ہے کہ اسبابِ ذلت کو عزت اور فخر کا سبب سمجھتے ہیں۔ خدا معلوم ان کی عقلوں کو ہوا کیا۔ ہندو بڑے ہوشیار ہیں، جس وقت سے گورنمنٹ نے سختی کا اعلان کیا ہے اس وقت سے ہندوؤں نے اپنی رفتار کو بدل دیا ہے بخلاف مسلمانوں کے یہ آگے بڑھے چلے جاتے ہیں کچھ خبر نہیں

---

۱ میاں تم ہندوستان گئے تھے ہندوستان کیسا ملک ہے۔

۲ ہندوستان بہت اچھا ملک ہے۔ حلوہ کھانے کو مفت۔ گدھے کی سواری مفت، بچوں کی فوج مفت اور باجا گاجا مفت۔ لہٰذا ہندوستان بڑا اچھا ملک ہے۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

کہ انجام کیا ہے۔فرمایا کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ بجائے ہوس ملک کے اپنے ایمان کی سلامتی کی فکر کرنا چاہئے۔(الافاضات الیومیہ ج۲ص۱۵۴،۱۵۵)

تحریکات حاضرہ اور دینی انقلاب

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تحریکات حاضرہ میں کس قدر جلد دینی انقلاب ہوگیا اور یہ تو اس حالت میں ہے کہ یہ لوگ اپنے مقصد میں ناکام رہے اگر سوراج مل جاتا اور کامیابی ہو جاتی تب دیکھتے کہ دین کا کیا حشر ہوتا اور عوام تو بیچارے کس شمار میں ہیں علماء تک اس گڑبڑ میں پھنس گئے اور حدود سے گزر کر بے قیدی کے میدان میں آ کھڑے ہوئے اور زیادہ گمراہی ان ہی لوگوں کی وجہ سے پھیلی اس لئے کہ یہ لوگ مقتدا اور پیشوا کہلاتے ہیں تو ان کا اثر ہونا ہی چاہئے تھا بعضوں کی بے قیدی سن کر آپ کو تعجب ہوگا کہ ایک مشہور عالم نے اپنے وعظ میں سہارنپور میں بیان کیا کہ بعض لوگ خواہ مخواہ کے اوہام میں مبتلا ہیں۔کہتے ہیں کہ اگر سوراج مل گیا تو ہندو مسجدوں میں اذان نہ ہونے دیں گے تو صاحبو کیا بلا اذان کے نماز نہیں ہوسکتی اور کہتے ہیں کہ مساجد میں نماز نہ پڑھنے دیں گے تو صاحبو کیا گھر میں نماز نہیں ہوسکتی اور کہتے ہیں کہ گائے کی قربانی نہ ہونے دیں گے تو کیا بکرے کی قربانی نہیں کر سکتے کیا گائے کی قربانی فرض و واجب ہے، یہ واعظ ہیں اور عالم کہلاتے ہیں اتنی بات کہنے کی اور رہ گئی کہ اگر وہ اسلام پر نہ رہنے دیں گے تو غیر اسلام پر رہ کر زندہ نہیں رہ سکتے ذرا ذہنیت تو دیکھئے کہ جو ہندو چاہیں گے اس کو گوارا کر لیں گے۔اس درجہ تک نوبت پہنچ چکی ہے۔اللھم احفظنا.(الافاضات الیومیہ ج۴ص۹۵،۹۶)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

معاملات تحریک حاضرہ غیر اجتہادی ہیں

فرمایا معاملات تحریک حاضرہ میرے نزدیک غیر اجتہادی ہیں۔ جن کے نزدیک اجتہادی ہیں اور وہ بوجہ اجتہاد شامل ہوئے ہیں۔ جب تک ان پر حق واضح نہ ہو وہ معذور ہیں۔ (خیر الافادات ملفوظ نمبر۹)

تحریکات حاضرہ میں ظلمت کا سبب

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ان نئی چیزوں میں اکثر نور نہیں ہوتا بلکہ ظلمت محسوس ہوتی ہے اب یہ تحریکات حاضرہ ہی ہیں ان کے سوچنے سے قلب پر ظلمت اور کدورت معلوم ہوتی ہے جس کی وجہ یہی ہے کہ اصول اسلام اور احکام اسلام پر اس کی بنیاد نہیں اس لئے اس میں ظلمت ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۸۰، ۲۸۱)

حکومت اسلامی نہ ہونے کے سبب گڑبڑ

فرمایا زیادہ گڑبڑ حکومت اسلامی نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہی ہے ہر شخص آزاد ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص قرآن شریف کے متشابہات میں تحریف کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس علاقہ میں جو عامل تھے ان کو اس کی گرفتاری کے لئے حکم بھیج دیا چنانچہ گرفتار ہو کر آیا۔ آپ نے ستون سے بندھوا کر حکم دیا کہ اس کے دماغ پر دُرّے لگاؤ، دو چار ہی درّے لگے تھے کہ چیخ اٹھا اور عرض کیا کہ ساری عمر ایسا نہ کروں گا غرض دماغ درست ہو گیا۔ پس بغیر سلطنت اسلامی کے ایسے خرد ماغوں کا علاج مشکل ہے۔ (الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۴۸)

تحریکات حاضرہ میں مفاسد زیادہ ہیں

فرمایا کہ ان تحریکات میں مصالح سے زیادہ مفاسد ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ایک مفسدہ ہواور پچاس مصلحت ہوں وہاں مفسدہ غالب سمجھا جائے گا وہاں جواز کا حکم کیسے ہوسکتا ہے۔طیب اور خبیث کا مجموعہ خبیث ہی ہوگا۔(الافاضات الیومیہ ج۵ص۱۹۹)

خلافِ شریعت تحریکات کا دینی نقصان

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ان تحریکات میں یہاں کے لوگ تو اپنا دشمن سمجھتے ہی ہیں مگر بعضے عیسائی بھی اپنا دشمن سمجھتے ہیں چنانچہ کوہ منصوری پر عیسائیوں کا ایک وفد تبلیغ کے لئے امریکہ سے آیا تھا اس میں ایک پادری تھا میرے ایک عزیز سے اس کی ملاقات ہوگئی اس نے میرے متعلق پوچھا کہ ان تحریکات میں اس کا کیا خیال ہے۔انہوں نے کہا کہ وہ ان تحریکات کے خلاف ہے یہ سن کر اس پادری نے کہا یہ شخص عیسائیت کا سخت دشمن معلوم ہوتا ہے ان عزیز نے کہا کہ یہ تحریکات خود عیسائیت کے خلاف ہیں تو اگر وہ اس میں شریک نہیں ہوتے تب تو عیسائیت کی دشمنی کے کیا معنی؟ کہا کہ تم اس بات کونہیں سمجھتے اس وقت ہندوستان میں دو مذہب ہیں ایک ہندو اور ایک مسلمان اور دونوں میں بوجہ اختلاف مذہب کے تصادم ہے اس وجہ سے اپنے اپنے مذہب پرسختی سے جمے ہوئے ہیں مگر ان تحریکات میں دونوں بہت سے کام اپنے مذہب کے خلاف کررہے ہیں جس سے ان پر لامذہبی کا غلبہ ہوجائے گا اور لامذہبی کے بعد عیسائیت کی قابلیت قریب ہوجاتی ہے تو تحریکات کے خلاف کرنا عیسائیت سے روکنا ہے۔یہ راز ہے جس کو یہ شخص سمجھا ہے اور تحریکات کا مخالف ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ شخص عیسائیت کا سخت دشمن ہے۔پھر فرمایا کہ آج کل کی عیسائیت کا پہلا زینہ لامذہبیت ہے۔عیسائی ہوتے ہی وہ ہیں جو بد مذہب ہیں اور ان تحریکات میں مسلمانوں نے تو بلا وجہ ہی سر کٹائے نہ ہندو ہی راضی

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ہوئے نہ انگریز ان کو تو صرف ایک ذات راضی کرنے کی ضرورت ہے اگر وہ راضی ہو جائیں تو پھر کسی کی ناراضی سے کچھ ضرر نہیں اور وہ حق تعالیٰ کی ذات ہے اور اب تو مسلمان اس کے مصداق ہو گئے جیسا کہ ایک صاحب سرگرم تحریکات نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے۔

اس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل
ہم کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گئے

(الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۱۷، ۲۱۸)

نصرت سلطنت ترکی کیوں واجب تھی؟

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل جو اسلامی سلطنتیں کہلاتی ہیں ان پر بھی یورپ کی تقلید کا بھوت سوار ہے ہر اسلامی سلطنت میں جمہوریت قائم ہوگئی جس پر اس آیت سے استدلال کرتے ہیں **وشاورھم فی الامر فاذا عزمت، فتوکل علی اللّٰہ** مگر معلوم نہیں کہ فاذا عزمت کی کیا تفسیر کریں گے۔ کیونکہ اس میں تو تصریح ہے کہ بعد مشورہ کے مدار صرف ایک کے ہی عزم پر ہے جو صاف شخصیت ہے۔ میں زمانہ تحریک خلافت میں قصبہ کیرانہ گیا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے مجھ سے ترکی کی خلافت پر گفتگو کی۔ میں نے کہا کہ خلافت تو بڑی چیز ہے پہلے ترکی سلطنت کا موجودہ حالت میں اصول شرعیہ سے اسلامی سلطنت ہونا تو ثابت کردو۔ میں نے کہا کہ جو سلطنت مرکب ہو مسلم اور غیر مسلم سے کیا وہ اسلامی سلطنت ہوگی کہا کہ غیر مسلم ہوگی۔ میں نے کہا کہ ترکی میں جمہوریت قائم ہو چکی ہے جو مسلم اور غیر مسلم سے مشترک ہے تو کیا وہ اسلامی سلطنت ہوئی کہا کہ نہیں اور ظاہر بھی ہے کہ یہ قاعدہ عقلیہ ہے کہ مرکب کامل اور ناقص کا ناقص ہوتا ہے تو کفار اور مسلم سے جو سلطنت مرکب ہوگی وہ غیر اسلامی ہوگی۔ کہنے لگے کہ

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

واقعی آج سمجھ میں آیا۔ میں نے کہا پھراس پر جوغل مچاتے پھرتے ہوتو کس کی امداد کے لئے کہا کہ واقعی امداد نہ کرنا چاہئے۔ میں نے کہا کہ بس اتنی جلدی فتویٰ دے دیا۔ہم کہتے ہیں کہ باوجود ترکی کے اسلامی سلطنت نہ ہونے کے پھر بھی ہم پر اس کی نصرت واجب ہے۔میں نے کہا کہ ذمہ تو تمہارے تھا مگر یہ تبرع ہے ہمارا۔ہم بتلاتے ہیں کہ ترکی سلطنت گو اسلامی سلطنت نہیں مگر دوسری غیر مسلم سلطنتیں تو اس کا مقابلہ اسلامی سلطنت سمجھ کر کرتی ہیں اس لئے مسلمانوں پر اس کی نصرت واجب ہے۔یہ سن کر ان مولوی صاحب پر ایک وجد کی سی کیفیت ہوگئی اور مسرت کے جوش میں مجھ کو دو روپیہ ہدیہ دیئے۔میں نے لے لئے، اس لئے کہ میں سمجھا کہ ان کو تو کوئی دھوکا نہیں ان کو تو میری حقیقت معلوم ہے۔اور یہ بھی سمجھا کہ میں نے دماغ سے کام لیا اور یہ حق تعالیٰ کی مشین ہے اس کی قوت کے واسطے یہ عطاء ہے کیوں چھوڑا جائے۔اس قسم کے واقعات اس زمانہ میں بکثرت پیش آئے۔حق تعالیٰ جواب دل میں ڈال دیتے تھے۔ورنہ انسان کا کیا وجود اور کیا ہستی سب ان کا فضل وکرم ہے۔(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۹۴،۹۵)

جہاد کے لئے عقلی رضا واجب ہے

فرمایا کہ طبعی آمادگی اور رضا جہاد کے لئے واجب نہیں صرف عقلی رضا واجب ہے جو اختیاری ہے اور وہ یہ ہے کہ شریعت کا حکم ہو کہ موقع قتال میں حاضر رہے خواہ کیسی ہی وحشت اور دہشت ہو تب بھی وہاں سے نہ ہٹیں گے خواہ جان ہی جاتی رہے تو بس ادائے واجب کے لئے اتنا عزم کافی ہے۔(کمالات اشرفیہ ص ۵۵)

شرائطِ جہاد کو مدِّ نظر رکھنا از حد ضروری ہے

پیارے میاں حضرت اقدس مولانا جلیل احمد صاحب علی گڑھیؒ رقم طراز ہیں:

''احقر مؤلف بعونہٖ تعالیٰ تقریباً تیرہ چودہ سال مستقل طور پر محی السنّت حکیم

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

الامت مجدد الملت مرشدی حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے دربارِ گہر بار میں حاضر رہا۔اس زمانہ میں احقر نے وقتاً فوقتاً خود اس کا مشاہدہ کیا کہ جب مسلمانوں پر کفار کے ظلم وستم کا بیان ہوتا تو حضرت حکیم الامت پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی۔آنکھیں سرخ ہونے لگتیں اور حاضر باش کو صاف صاف محسوس ہوتا تھا کہ حضرت بے چینی کے ساتھ کسی چیز کی تمنا رکھتے ہیں اور کسی وقت کے منتظر ہیں۔ایک بار قرب و جوار کے ایک مسلمان نے کسی اپنی مستعدی اور جان نثاری کا اظہار کیا تو مسکرا کر فرمایا کہ اچھا اگر ضرورت ہوئی تو تم سے بھی جہاد کا کام لیں گے۔اسی طرح ایک بار صوبہ سرحد کی طرف کے ایک خادم درویش نے جو کہ والی ریاست تھے۔تعلقات دوستانہ کو جو حضرت کے ساتھ وہ رکھنا چاہتے تھے وسیع کرنا چاہا تو حضرت نے اس سے عذر فرمایا مگر یہ فرمایا کہ ہاں وقت آئے گا تو ایک کام یعنی جہاد کا کام آپ سے لیا جاوے گا۔غرض یہ کہ یہ تو کھلی ہوئی بات تھی کہ شوقِ جہاد میں حضرت حکیم الامت چور رہتے تھے مگر اس کی وجہ دو ہی سمجھ میں آتی تھیں۔ایک تو یہ کہ اور اعمالِ صالحہ کی طرح جہاد بھی ایک عمل صالح ہے۔اس لئے یہ بھی مرغوب ہے۔دوسرے جذبۂ فاروقی جو حضرت کا ایک فطری امر تھا کیونکہ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے۔مگر ایک بار جب حضرت حکیم الامت کا ایک ارشادگرامی سنا اور آپ کی تفسیر ''بیان القرآن'' کا مطالعہ نصیب ہوا اُس وقت سمجھ میں آیا کہ حضرت حکیم الامت کے اس درجہ شوقِ جہاد میں چور رہنے کی وجہ ایک تیسرا امر ہے وہ یہ کہ:

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

اہمیتِ جہاد

جہاد کا کام نہ صرف ایک عمل صالح ہی ہے بلکہ اس وقت موجودہ میں بشرط وجود شرائط نہ صرف ضروری ہے بلکہ موقوف علیہ ہے۔ رفع مصائب کا یعنی ہماری موجودہ مصیبتوں کا دور ہونا جہاد ہی پر موقوف ہے۔ جب تک جہاد نہیں کیا جائے گا۔ مصیبتوں سے نجات نصیب نہیں ہوگی۔

اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ' کا وہ ارشاد گرامی یہ ہے، فرمایا ''جیسے یہ غلط ہے کہ نماز روزہ کو کامیابی میں کیا دخل؟ اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں کہ خالی نماز روزہ کامیابی کے لئے کافی ہے بلکہ دلائل اس کے شاہد ہیں کہ خالی نماز روزہ سے کبھی کامیابی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوسکتی ہے بلکہ ایک دوسری چیز کی بھی ضرورت ہے اور وہ چیز قتال و جہاد ہے۔ کیا مکہ میں نماز روزہ نہ تھا؟ بھلا صحابہؓ سے بڑھ کر نماز روزہ کس کا ہوسکتا ہے؟ مگر باوجود اس کے دیکھ لیجئے کہ مکہ کے اندر مسلمان اتنے دنوں تک رہے مگر غلبہ نہ ہوا جب ہجرت ہوئی قتال ہوا اس وقت غلبہ حاصل ہوا۔ تمام تاریخ اسلامی اٹھا کر دیکھ لو کہیں اس کی نظیر نہ ملے گی کہ خالی نماز روزہ سے مسلمانوں کو غلبہ ہوا ہو۔ البتہ ضروری نماز روزہ بھی ہے۔

غلبہ کی حیثیت سے نماز روزہ اور قتال میں یہ فرق ہے کہ نماز روزہ تو شرط ہے غلبہ کی اگر نماز روزہ اور اطاعت ہوگی تو غلبہ ہوگا اور جہاد علت ہے غلبہ کی۔ گو نماز روزہ فرضِ عین ہے اور جہاد فرضِ کفایہ ہے مگر غلبہ کی علت جہاد[1] ہے۔''

---

[1] اس بارے میں ملاحظہ ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِالسَّیْفِ بَیْنَ یَدَی السَّاعَةِ حَتّٰی یُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَجُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ (اُے نیکی) وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ . رواه احمد بن محمد بن حنبل فی مُسْنَدِهٖ۔ (مسند احمد جلد دوم صفحہ ۵۰)

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھیجا گیا ہوں میں ساتھ تلوار کے قیامت تک کے لئے (یعنی میں قیامت تک کے لئے اپنی امت کے لئے جہاد کی فرضیت لے کر آیا ہوں) یہاں تک کہ عبادت ہونے لگے اللہ وحدہ لاشریک لۂ کی (یعنی جہاد اس وقت تک فرض ہے جب تک کہ کفر کی شوکت ٹوٹ کر عبادت خداوندی کے راستہ میں یا دوسرے لفظوں میں تبلیغ اسلام اور تعمیل احکام اسلام کے راستہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہ رہے) اور رکھا گیا ہے رزق میرا میرے نیزے کی نوک کے سائے میں (یعنی مسلمان کا رزق جہاد میں ہے۔ جب تک مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کرتے رہتے ہیں ان پر رزق کے دروازے غیب سے کھلتے رہتے ہیں) اور رکھی گئی ہے ذلت اور خواری اوپر اس شخص کے جس نے مخالفت کی میرے حکم کی (یعنی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان جہاد کی مخالفت کرتا ہے ذلیل وخوار کر دیا جاتا ہے) اور جس شخص نے جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی پس وہ ان ہی میں سے ہے (جیسے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قومِ عمالقہ سے جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ تو انہوں نے جواب دیا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلاَ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ کہ تم اور تمہارا خدا جا کر جہاد کرو، ہم تو اس جگہ بیٹھے رہیں گے۔ اس نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنا عذاب بھیجا تھا کہ چالیس سال تک وادی تیہ میں سرگردان پھرتے رہے اور وہاں سے نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ چنانچہ مسلمان بھی جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ جہاد کی مخالفت کریں گے۔ بنی اسرائیل کی طرح عذاب میں مبتلا رہیں گے)

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے سورج کی طرح عیاں ہو گیا کہ مسلمان جب تک جہاد نہیں کریں گے موجودہ مصیبتوں اور پریشانیوں سے ہرگز نہیں نکل پائیں گے۔

پس حضرت حکیم الامت علیہ الرحمۃ نے اوپر کے ارشاد مبارک میں صرف یہی نہیں بتلایا کہ مسلمانوں کی فلاح وکامیابی کے لئے جیسے نماز روزہ کی ضرورت ہے اسی

تالیفات حکیم الامتؒ تھانوی

طرح جہاد بھی ضروری ہے بلکہ نماز روزہ اور جہاد میں یہ عجیب وغریب فرق امت پر ظاہر فرمایا کہ نماز روزہ یعنی اطاعت شرط ہے غلبہ کی اور جہاد علت ہے غلبہ کی۔ یہ حقیقت جسے حضرت حکیم الامتؒ نے الہامِ ربانی سے سمجھا اپنی جدتِ شان کے لحاظ سے جیسے انوکھی ہے اسی طرح مفید اور ضروری بھی اس قدر ہے کہ اسی سے غفلت ذمہ دار ہے دور حاضر میں مسلمانوں کی تمام تر ذلت۔ مسکنت اور تنزلی کی۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

شرطِ وعلت

شرط وعلت کی تفصیل یہ ہے کہ شرط وہ ہے کہ اگر شرط نہ پائی جاوے گی تو وہ چیز (یعنی مشروط) بھی نہ پائی جاوے گی۔ لیکن اگر شرط پائی گئی تو اس چیز (یعنی مشروط) کا پایا جانا ضروری نہ ہوگا۔

اور علت وہ ہے کہ اگر وہ نہ پائی گئی تو وہ چیز (یعنی معلول) ہرگز نہیں پائی جاسکتی۔ اور اگر علت پائی گئی تو اس چیز کا وجود ضروری اور لازمی ہو جائے گا بشرطیکہ شرط بھی وہاں موجود ہو۔

اس کو ایک مثال سے سمجھئے ایک انجن ہے جو بالکل ساکن کھڑا ہے۔ اس کے اندر دو چیزیں ہیں ایک اسٹیم دوسرے اس کے پہیئے۔ اب اگر اس انجن کو ہم حرکت میں لانا چاہیں تو ہم کو اسٹیم کو گرم کرنا ضروری ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ اس انجن کی حرکت کے لئے جیسے اسٹیم کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اس کے پہیئے بھی ضروری ہیں۔ لیکن اس انجن کی حرکت صرف پہیوں کے موجود ہونے سے ضروری اور لازمی نہیں ہو جائے گی (چنانچہ پہلے سے پہیئے تو چاروں موجود تھے مگر وہ خاموش کھڑا تھا) بلکہ انجن کو جو چیز حرکت اور چلنے پر مجبور کرتی ہے وہ اس کی اسٹیم کی حرارت ہے۔ لہذا اسٹیم کے گرم اور تیار ہو جانے کے بعد اس انجن کی حرکت ضروری اور لازمی ہو جاتی ہے پس انجن کی حرکت کے لئے پہیوں کو شرط کہا جاوے گا اور اسٹیم کی حرارت کو علت قرار دیا جاوے گا۔

پس اسی طرح اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کے کفار پر غلبہ کے لئے دو

چیزیں ضروری ہیں۔ایک نماز روزہ یعنی اطاعت وتقویٰ دوسرے جہاد۔جب تک یہ دونوں چیزیں نہ پائی جائیں گی۔مسلمانوں کو کفار پر غلبہ نصیب نہ ہوگا۔محض نماز روزہ یعنی تقویٰ کے پائے جانے سے مسلمانوں کو کفار پر غلبہ حاصل نہ ہو سکے گا۔بلکہ تقویٰ کے ساتھ جب جہاد بھی پایا جائے گا اس وقت غلبہ کا وجود ضروری اور لازمی ہو جائے گا۔اور اس بارے میں حضرت حکیم الامت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''میری یہ رائے آج سے نہیں ہمیشہ سے ہے بلکہ میں نے سہارنپور میں ایک بار وعظ کہا تھا تو اس مضمون کو قرآن سے ثابت کیا تھا۔جس کو سن کر مولانا خلیل احمد صاحب بہت خوش ہوئے تھے۔میں نے بیان کیا تھا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پارہ۱۰۔رکوع۱)

اے مسلمانو! (تم جو فلاح کے طالب ہو تو اس کا طریقہ ہم تم کو بتلاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب قتال کی ضرورت ہو تو صرف یہ کافی نہیں کہ حملہ کر کے منتشر ہو جاؤ بلکہ کفار کے مقابلہ میں) جم کر قتال کرو اور (دوسرے یہ کہ) اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو تاکہ تمہیں کامیابی عطا کی جائے (پس جب تم ان دونوں حکموں پر عمل کرلو گے اس وقت تم کو فلاح حاصل ہوگی)۔

اس آیت میں فلاح کو دو چیزوں پر موقوف فرمایا گیا ہے۔یعنی ایک تو ثبات در قتال دوسرے اطاعت۔پس ثابت ہوا کہ جب تک اطاعت کے ساتھ قتال نہ ہوگا اس وقت تک مسلمانوں کو فلاح میسر نہیں ہوسکتی''۔

عین جہاد کے وقت کافروں کے حقوق

دیکھئے جہاد میں گو کفار کے مکانات، باغات جلا دینے کا جواز ہے مگر ساتھ ہی

تالیفات حکیم الامتؒ تھانویؒ

یہ بھی حکم ہے کہ تین طرف آگ لگائی جائے۔ایک طرف راستہ چھوڑ دینے کا حکم ہے تا کہ کفار اس راستہ سے اگر نکلنا چاہیں نکل جائیں۔کوئی مدعی ادیان کا تو اپنے یہاں باغی کے ایسے حقوق تو بتلا دے اسی رعایت حقوق کی فرع ہے کہ جہاد میں بیٹے کو اجازت نہیں کہ وہ باپ کو قتل کرے اسلام نے اس کے حق کی کیسی رعایت رکھی حالانکہ عین قتال کے وقت غصہ ہوتا ہے مگر اس موقع پر حکم ہے کہ غصہ کو ضبط کرو اور باپ کو قتل نہ کرو اس لئے کہ وہ محسن ہے اس نے پرورش کیا ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو تمہارے وجود کا سبب بنا ہے۔یہ رعایات اسلام کی خوبی ہے دوسرا کوئی شخص اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔

(الافاضات الیومیہ ج۲ ص۱۵۰)

جہاد میں نصوص کے خلاف رائے معتبر نہیں

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر پچاس دنیوی مصلحتیں ہوں اور ایک دینی مفسدہ ہو تو مفسدہ ہی کو غالب سمجھا جائے گا عرض کیا گیا کہ جن نصوص میں جہاد کا حکم ہے یا صبر کا اس کے اعتبار سے حکم منصوص کے ہوتے ہوئے اپنی رائے سے اس کے خلاف ایک طریقہ کا اختیار کرنا کہ نہ وہ جہاد ہے نہ صبر ہے۔یہ مسکوت عنہ ہوگا یا اس کو منہی عنہ کہیں گے۔جواب میں فرمایا کہ باوجود ایسی ضرورتیں واقع ہونے کے متقدمین نے جب اس کو ترک کیا اختیار نہیں کیا تو یہ اجماع ہو گیا اس کے ترک پر اس لئے ممنوع ہوگا یہ احتمال بھی نہ رہا کہ نصوص کو مؤول یا معطل کہہ لیا جائے۔**(الافاضات الیومیہ ج۵ ص۱۵۷)**

جہاد کی مشروعیت کی وجہ

فرمایا کہ اسلام محض اپنی حقانیت سے پھیلا ہے خصوصاً عرب کی قوم جو جنگ جوئی میں شہرآفاق ہیں وہ کبھی اور کسی طرح تلوار کے خوف سے اسلام کو قبول نہ کرسکتی تھی۔ان کے نزدیک لڑنا مرنا معمولی بات تھی مگر دب کر دین بدلنا سخت عیب تھا۔وہ تلوار کے خوف سے اسلام نہیں لا سکتے تھے۔اس پر شاید یہ سوال ہو کہ پھر جہاد کس لیے شروع

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ہوا تو خوب سمجھ لو کہ جہاد حفاظت اسلام کے لئے مشروع ہوا نہ اشاعت اسلام کے لئے اوران دونوں میں بڑا فرق ہے اوران دونوں کا فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں جہاد کی مثال اپریشن جیسی ہے۔ کیونکہ مادے دوقسم کے ہوتے ہیں۔ ایک متعدی ،ایک غیر متعدی۔ جو مادہ غیر متعدی ہوتا ہے اس کو تو محللات اورام کے ذریعہ سے دبادیا جاتا ہے۔کوئی مرہم لگادیا۔ مالش کردی جس سے وہ دب گیا اور متعدی مادہ کے لئے اپریشن کیا جاتا ہے اور اس کو چیر کر نکال کر پھینکا جاتا ہے۔اس طرح دشمنان اسلام دوطرح کے ہیں بعض تو وہ جن سے صلح کر لینی مناسب ہوتی ہے وہ صلح کر کے مسلمانوں کوستانا چھوڑ دیتے ہیں۔

ان سے صلح اور مصالحت کر لی جاتی ہے بعض ایسے مفسد اور موذی ہوتے ہیں کہ صلح پر آمادہ نہیں ہوتے۔ یہ مادہ متعدیہ ہے ان کے واسطے اپریشن کی ضرورت ہے اسی کا نام جہاد ہے۔پس جہاد سے لوگوں کو مسلمان بنانا مقصود نہیں بلکہ مسلمانوں کی حفاظت مقصود ہے۔(کمالات اشرفیہ ص ۱۹۳،۱۹۴)

☆☆☆☆☆

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

ایڈمن
محمد طلحہ نذیر

@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

ایڈمن
محمد طلحہ
نذیر

شریعت و سیاست

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ
@TaleefatHakeemUlUmmatThanvi

ادارہ اسلامیات

پبلشرز ، بک سیلرز ، ایکسپورٹرز

موہن روڈ، چوک اُردو بازار، کراچی ____ فون: ۲۷۲۲۴۰۱
۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان ____ فون: ۷۲۴۳۹۹۱ ، ۷۳۵۳۲۵۵
دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور ____ فون: ۷۳۲۴۴۱۲، فیکس: ۷۳۲۴۷۸۵ ۴۲ ۹۲

E mail:islamiat@lcci.org.pk —— idara@brain.net.pk

Designed & Printed By Luminar Graphics Tel: 2727728